REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴ — شمارہ ۳۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۶ ہجری — ۱۴ تبوک ۱۳۷۴ ہش — ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۳ ستمبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے سدا دل سے دعا جاری رکھیں۔

ہمارا ایک خدا ہے اور زندہ خدا ہے وہ ہماری غیرت رکھتا ہے

دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ غضب کے نشان کم سے کم ظاہر کرے

اور

رحمت کے نشان جن سے قوم بچائی جائے اور بکثرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں داخل ہو زیادہ دکھائے

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں معاندین احمدیت کے عبرت انگیز واقعات کا تذکرہ

قسط نمبر ۲

● مکرمہ جمیلہ بی بی زوجہ ثناء اللہ جٹ صاحب فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ عاجزہ کا بڑا بھائی ۱۹۷۴ء میں مرتد ہوگیا۔ والد صاحب چونکہ وفات پا چکے تھے اس لئے وہ مجھ پر اور والدہ صاحبہ پر بہت سختی کیا کرتا تھا۔ عاجزہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا میں اس کو لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے پاس ملاقات کی غرض سے گئی۔ حضور نے بچے کو پیار کیا۔ میری والدہ نے گھر آکر بڑے بھائی کے سامنے جو مرتد ہوگیا تھا کہا کہ اللہ مجھے پوتا دے یعنی میرے بھائی کو بیٹا دے تاکہ میں اس کو بھی لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ تو اس پر میرے بھائی نے کہا کہ ان سے (یعنی حضور سے) ملاقات کروانے والا بیٹا خدا مجھے نہ ہی دے۔ خدا کی قسم آج اس کی شادی کو ۱۸ سال ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد کو ترستا ہے اور اس کے ایک بھی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

مباہلہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اس سلسلہ میں جو بعض انفرادی واقعات ہوئے۔ ان کی مثالیں دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

● مکرم محمد افضل ڈار صاحب (شیخوپورہ) اپنے خط مرقومہ ۳ فروری ۱۹۹۵ء میں لکھتے ہیں .... آپ نے جب مباہلہ کی دعوت دی تھی اس وقت میں نے بھی ایک پمفلٹ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے نامور مولانا حافظ سید عباس علی شاہ صاحب فاضل عربی، پیر علاقہ کو اس کے ایک مرید صادق علی کے ذریعہ بھجوایا۔ دو دن بعد مولانا مذکور شہر فاروق آباد کی کتابوں کی دوکان پر کھڑے تھے کہ میرا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور حسب عادت مجھے بہت کوسنا دیا (یعنی مرزا صاحب دعوت مباہلہ دیتے ہوئے اس دنیا سے گزر نہ گئے اور نہایت غلیظ زبان استعمال کرکے اپنے خیالات کا اظہار کیا) لیکن میں نے کہا کہ پیر صاحب آپ صاحب علم ہیں، قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ خلیفہ صاحب نے اس مباہلہ میں یہ کہا ہے وہ صرف یہی کہ ہمارا قرآن وہی ہے جو نبی کریمؐ پر نازل ہوا۔ وہی ہماری نماز ہے وہی ہمارا دین ہے۔ ہم حضورؐ کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں لیکن ہمارے خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کو کوئی یقین نہیں رکھتا اور ہم پر الزام لگاتا ہے تو وہ کہہ دے کہ "جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت"۔ میں نے کہا پیر صاحب خدا نے ہمیں اپنی زندگی میں یہ دن دکھایا ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ صاحب کو اگر وہ جھوٹے ہیں تو دس جون ۱۹۸۹ء سے پہلے پہلے ختم کر دے تو میں اور فاروق آباد کی ساری جماعت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ آپ ہاں لیں اور یہ الفاظ کہہ دیں۔ چنانچہ انہوں نے مباہلہ کو تسلیم کر لیا اور پیر صاحب نے کہہ دیا کہ آپ دس جون تک انتظار کریں۔ پھر نماز مغرب پر مسجد میں تمام احباب کو یہ واقعہ بتایا گیا۔ چند ماہ بعد عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر اپنی تقریر کے دوران مولانا صاحب نے برملا طور پر عوام الناس کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں نے مرزائیوں کا مباہلہ تسلیم کر لیا ہے۔ آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی دے۔

ہماری جماعت کے ایک دوست اس جلسہ میں حاضر تھے اور انہوں نے یہ سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دس جون سے قبل ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو یہ نشان پورا کیا اور یہ شخص پانچ چھ ماہ کی سخت اذیت ناک بیماری کے بعد اپنے انجام کو پہنچا اور فاروق آباد کے قرب و جوار کے شہروں میں اسکی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ اسکی قبر فاروق آباد کی سب سے بڑی

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

مسجد کے احاطہ میں بنائی گئی ہے۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے اس کے ایک مرید سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ پیر صاحب کے مرنے کے بعد ان کا چہرہ سیاہ تھا۔

حضور نے فرمایا "یوم تسود وجوہ" کا ایک نظارہ ہے جو اس دن جماعت احمدیہ کو دکھایا گیا۔

○ — ۱۰ ؍ جون ۱۹۸۸ء کے دعوت مباہلہ کی اشاعت پر شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے ایک معاند احمدیت نے احمدیوں کے خلاف جلوس نکالا اور کہا "جو چند احمدی یہاں رہتے ہیں آؤ پہلے ان کا تو صفایا کر لیں"۔ یہ کہہ کر باقاعدہ جلوس تیار کیا۔ پھر وہ یہ کہہ کر کہ اسے دوکان پر کچھ کام ہے جلوس ادھر لے آنا، اپنی دوکان پر چلا گیا۔ جونہی وہ دوکان میں گیا چلتے ہوئے پنکھے کو ہاتھ لگایا جس میں بجلی کا کرنٹ آ رہا تھا ہاتھ لگاتے ہی موقعہ پر ہلاک ہو گیا اور وہ جلوس احمدیوں کو مارنے کی بجائے اس کی لاش اٹھا کر قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔

○ — قاضی حبیب الرحمن، احمدیت کے اشد معاندین میں سے تھا۔ اس نے ۱۶ ؍ فروری ۱۹۸۶ء کو عید میلاد النبیؐ کی خوشی کے موقعہ پر رات پاکستانی ٹیلی ویژن پر احمدیوں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریر کی تھی اور یہ فتویٰ دیا تھا کہ ہر احمدی واجب القتل ہے۔ یہ صاحب یکم اگست ۱۹۸۸ء کو دل کے حملہ سے انتقال کر گئے۔

○ — حضور نے فرمایا کہ میں نے ضیاء الحق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:-

"جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی تمہارے نام و نشان مٹا دئے جائیں گے اور تمہیں دنیا ہمیشہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی"!

فرمایا اب جو اس کو حادثہ پیش آیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ہوائی جہاز ہوا میں پھٹتا ہے اور پھٹنے سے پہلے وہ زمین پر اتر کر پھر اچھلتا ہے اور پھر ہوا میں پھٹ جاتا ہے اور اتنے زور سے وہ دھماکہ تھا کہ خصوصیت سے ضیاء الحق کی لاش پارہ پارہ ہو گئی یہاں تک کہ فی الحقیقت اس کا کوئی بھی نشان دریافت نہیں ہو سکا۔ وہ فوجی جنہوں نے لاش اکٹھی کرنے کی کوشش کی ان کو صرف ایک DENTURE ملا ہے جو مصنوعی دانت لگائے جاتے ہیں جس سے ضیاء الحق کا ایک نشان پیچھے رہ گیا اور مٹی اکٹھی کر کے اور وہ ڈینچر لگا کر ضیاء الحق کا جنازہ نکال دیا اور اسی پر جنازہ پڑھا گیا ہے اور آج تک یہی ڈینچر دفن ہے لیکن آپ یاد رکھیں کہ خدا نے کس طرح کس شان کے ساتھ ان الفاظ کو اپنی غیرت دکھاتے ہوئے لفظاً لفظاً پورا فرمایا ہے۔ اب وہ ڈینچر تو اس کی ذات کا حصہ نہیں تھا، محض اس کی پہچان تھا۔ یہاں تک کہ بعض مزاح نگاروں نے لکھا کہ ضیاء الحق کی قبر میں جو مٹی کے ذرے دفن ہیں وہ دراصل اس یہودی کے تھے جو امریکن سفیر اس کے ساتھ ہلاک ہوا۔ لطیفے میں یہ بیان ہوا کہ جب فرشتے اس کا ڈینچر دیکھ کر حساب کتاب کے لئے آئے تو اس نے کہا میرے پیچھے کیوں پڑتے ہو میں تو رافیل ہوں ضیاء کا تو صرف ڈینچر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ واقعہ ہونے سے چند دن قبل جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی اور میں نے جمعہ میں یہ اعلان کیا کہ خدا نے مجھے دکھایا ہے کہ اس کے غضب کی چکی چل پڑی ہے اور اب وہ دشمنوں کو پیس ڈالے گی۔ اور ضیاء الحق کو متنبہ کیا تھا کہ اب تمہاری باری آئی کہ آئی۔ تم اب بتائیں یہ کسی نفس کی بنائی ہوئی بات ہو سکتی ہے یہ عالم الغیب، غیور اور منتقم خدا کی کارروائی تھی۔

○ حضور نے فرمایا کہ میں نے ایک نظم میں کہا تھا:-

ہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رسوائے عام کہنا

واقعہ یہ ہے کہ یہ حادثہ بگولوں کی جگہ پر ہی ہوا ہے اور واقعۃً جو اس کی خاک اڑی ہے وہ بگولوں کی صورت میں عین لفظاً لفظاً خدا نے اسے پورا فرما دیا یہ بڑا عظیم نشان ہے۔

○ — حضور نے عام واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ضلع لاڑکانہ کے گاؤں "گوٹھ گنج" کے ایک مولوی کا نام عبدالہادی ہے۔ اس نے یہاں کے احمدیوں پر ناحق مقدمہ درج کروایا تھا اور انہیں جیل بھجوا دیا تھا۔

اس نے یہ بیان دیا تھا کہ میں قادیانیوں کو ختم کرنے کی کوشش کر ہی رہا ہوں لیکن میرا بیٹا سراج الدین اس کام میں مجھ سے بھی آگے بڑھ جائے گا اور جو احمدی مجھ سے بچ گئے ان کا قاتل یہ بنے گا۔ جس ہفتہ میں مولوی عبدالہادی نے یہ بیان دیا اسی ہفتہ اس کا بیٹا سراج الدین اچانک بیمار ہو گیا۔ علاج معالجہ کے لئے کوششوں کو انتہا تک پہنچایا گیا۔ مگر خدا کی تقدیر نے اسے پکڑ لیا اور اس کے بیٹے نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی

● — اس کے تین سال کے بعد جب بیت الذکر کھلی تو اس نے پھر مخالفت شروع کر دی اور دو دن کے اندر اندر ہماری بیت الذکر کو دوبارہ بند کروا دیا جس کے فوراً بعد اس کا دوسرا بیٹا محمد اسلم (عمر ۶ سال) اچانک فوت ہو گیا۔ اور کوئی سمجھ نہ آئی کہ کیوں مر گیا اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن بعد میں ڈش کے ذریعہ خطابات میں مہمانوں کی حاضری اور پروگراموں کی کامیابی سے خوف زدہ ہو گیا اور الٹی میٹم دیا کہ جمعہ کے دن جلد کر کے ڈش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔

جمعہ سے قبل ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر اس کا تیسرا بیٹا سراج احمد (عمر ۵ سال) اچانک بیمار ہوا۔ ڈاکٹر کو دکھایا۔ ڈاکٹر نے کہا لاعلاج ہے اسے لاڑکانہ پہنچائیں۔ چنانچہ اسے لاڑکانہ پہنچایا گیا۔ وہاں ابھی ڈاکٹر نے اس کی نبض بھی پوری طرح نہیں دیکھی تھی کہ یہ بچہ فوت ہو گیا۔ اس کا پورا جسم سوج گیا تھا۔ اس کا سارا گھر ماتم کدہ بن گیا اور وہ لوگ جو ڈش انٹینا اتارنے آئے تھے وہ اس کے بچے کا ماتم کا جلوس بن گیا۔

حضور نے فرمایا اب بتائیے یہ کیسے اتفاقی واقعات ہیں۔ ایک سلسلہ ہے۔ سلسلہ وار خدا کی طرف سے خدا کے غضب کے نشان آ رہے ہیں مگر افسوس کہ جن کی آنکھیں دیکھنے کی نہ ہوں نہ وہ دیکھ سکتے ہیں نہ ان کے دل کچھ سمجھ سکتے ہیں۔

● — مکرم محمد اکبر خان صاحب جو جلسہ میں بھی موجود تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ گنگا پور میں اذان کا بہانہ بنا کر مخالفین نے تین دفعہ شرارت کی۔ آخری شرارت میں یہاں کی مسجد کا امام تصیب شاہ اور ایک اور مخالف رشید احمد کے لڑکے احسان عرف منا وغیرہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں برے الفاظ استعمال کئے اور یہ الٹی میٹم دیا کہ صبح سات بجے ہماری کوٹھی کو آگ لگا دی جائے گی۔ لیکن خدا کے فضل سے وہ اس میں ناکام رہے۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کے نتیجے میں خدا نے ان کو جلد پکڑ لیا اور خود غیر احمدیوں نے اس امام کو جوتے مار کر اور دھکے دے کر مسجد سے باہر نکال دیا اور مخالف رشید احمد کا بیٹا احسان عرف منا اپنے چار بھائیوں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ارشادِ نبویؐ
السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)
(منجانب:-)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۹-میسنگو لین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

* "جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے ایک ولی رکھتی ہے۔"

خطبہ جمعہ

حق سے تعلق رکھے بغیر نہ اِس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے نہ اُس دنیا میں کامیابی ہو سکتی ہے

لازماً ہمیں سچی جماعت کے طور پر اُبھرنا ہوگا۔!

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۶ر جون ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۶ر احسان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ○ (الانعام: ۶۳)

پھر فرمایا:-

اسماء باری تعالےٰ کے مضمون کا جو سلسلہ جاری ہے یہ بھی اسی کی کڑی ہے جو آج کا خطبہ ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سپین کی چودھویں مجلس شوریٰ آج منعقد ہو رہی ہے۔ مجالس شوریٰ سے متعلق پیچھے دو تین خطبوں میں ذکر گزر چکا ہے اس لئے مزید کسی نصیحت کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ باقی جو باتیں خطبے میں آئیں گی ان کو خصوصیت سے سب شرکاء مجلس شوریٰ پیش نظر رکھیں۔

سپین کی جماعت چھوٹی جماعت ہے ابھی تک اور جس طرح توقع تھی کہ یہ جلد جلد پھیلیں گے ابھی ان کی طرف سے پوری نہیں ہوئی اگرچہ چار قربی ہیں وہاں لیکن ابھی تک جس تمدہ پھلوں کی ان سے توقع تھی وہ نہیں لگے عام طور پر یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ زمین سنگلاخ ہے یا پانی کڑوا ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ سپین کی زمین پہ پہلے بھی پھل لگ چکے ہیں اور سپین کے مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس دور میں ہوئے ہیں بغیر کسی جبر کے بغیر کسی حرص کے مسلمان ہوئے تھے اور دو سو سال تک بعد میں انہوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں دی ہیں غاروں میں زندگیاں بسر کیں لیکن دین نہیں بدلا تو یہ کہہ دینا کہ زمین سنگلاخ ہے یا پانی کڑوا ہے یہ درست بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر جگہ اب ہوائیں چل پڑی ہیں اور سپین کو بھی ان برکتوں سے حصّہ لینا چاہیئے ساری جماعت کو شامل ہونا ہوگا اور ہر مربی کو اپنے آپ کو اس معاملے میں جھونک دینا ہوگا۔ اس لئے صرف پرورش کافی نہیں اب تو درخت گنے کا نہیں پھل گننے کا وقت ہے اور پھل بھی اتنے بڑھ رہے ہیں کہ گننے کا وقت بھی اس معاملہ سے آگے نکل چکا ہے تو کوئی ملک ایسا نہیں رہنا چاہیئے جو اس عالمی اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے کسی پہلو سے محروم رہ جائے تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ سپین کی مجلس شوریٰ میں خصوصیت سے اس پہلو سے بھی غور ہوگا اور سب احمدی اپنے آپ کو مثمر بثمرات حسنہ بنائیں گے یعنی اچھے دائمی پھلوں والے درخت بننے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے بیان کیا تھا کہ تمام صفات باری تعالیٰ ان چار بنیادی صفات سے پھوٹتی ہیں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ اسی ضمن میں حمید صفت کا بھی کسی گزشتہ خطبے میں غنی کے ساتھ ذکر آیا تھا اور بظاہر حمید صفت ان چار صفات میں شامل نہیں ہے جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوتی ہیں۔ رب العالمین، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین لیکن یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ سورہ فاتحہ کا آغاز حمد سے ہوتا ہے اور حمد کا صفت اللہ کے ساتھ اور دوسرے تمام اسماء کے ساتھ برابر کا تعلق رکھ رہی ہے الحمدُ للہ ربّ العٰلمین، اس کے ساتھ ہی یہ مضمون اس طرح جاری ہوتا ہے گویا الحمد للہ رب العٰلمین۔ الحمد للرحمٰن، الحمد للرحیم، الحمد لمالک یوم الدین اور عربی قاعدے کے مطابق اس طرح تفصیل سے ترجمہ کرنا بالکل درست ہے۔ حمد کا مضمون ان سب پر اطلاق پا رہا ہے اس لئے حمید کہنے کی بجائے اسم مصدر استعمال فرمایا جس کا ان تمام صفات سے براہ راست تعلق جڑ گیا اور یہ ضروری بھی تھا کیونکہ کوئی بھی صفت حسنہ اگر حمد سے عاری ہو کسی پہلو سے تو وہ سبحان نہیں رہتی پاک نہیں رہتی اور حمد کا مضمون اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی چیز ہر بُرائی سے پاک ہو پس اگرچہ سبحان بھی یہاں نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کا نام ہے عبد السبحان کہا جاتا ہے۔ سبحان کا بندہ لیکن حمد اپنی ذات میں ایک بہت ہی گہرا اور وسیع الاثر لفظ ہے اور جس طرح قرآن کریم نے سورہ فاتحہ میں استعمال فرمایا ہے اسی میں سبحانیت کا مضمون بھی داخل ہو جاتا ہے پس وہ رحمٰن جو حمد کے لحاظ سے پورا نہ اُترے کامل حمد کا حق دار نہ ہو اس کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی نقص رہ گیا ہے وہ سبحان نہیں ہے اور ایسے رحمٰن بھی دنیا میں عام ملتے ہیں۔ حد سے زیادہ بڑھے ہوئے نرم دل جو توازن کھو بیٹھتے ہیں اپنی نرمی میں، مائیں جو محبت میں اپنے بیٹوں کو بگاڑ دیتی ہیں ان کی عاقبت خراب کر دیتی ہیں تو کوئی بھی صفت خواہ کیسی اچھی کیوں نہ ہو جب تک اس کے ساتھ حمد اپنے کامل معنوں میں اطلاق نہ پائے اس وقت تک وہ اچھی صفت بھی کسی نہ کسی بُرائی میں مبتلا ہو سکتی ہے پس حمید کا لفظ تو خدا تعالیٰ کے ہر اسم کے ساتھ چسپاں کر دیا گیا ہے سورہ فاتحہ میں۔ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کے کسی اسم کا تصور ہی کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی صفات جب کہ میں نے بیان کیا ہے جو آپ کھوج لگائیں تو آپ کو ان کا گہرا تعلق ان صفات باری تعالیٰ سے نظر آنا شروع ہو جائے گا جو سورہ فاتحہ میں بیان ہیں اور اللہ توفیق عطا فرمائے، فراست کو بھی تیز کرے، آسمان سے عرفان اُتارے تو کوئی بھی ایک بھی صفت خدا تعالیٰ کی ایسی نہیں ہے جس کا ان صفات باری تعالیٰ سے قطعی یقینی جوڑ ثابت نہ کیا جا سکے جن کا سورہ فاتحہ میں ذکر ہے۔

آج کی ایک مثال کے طور پر میں نے لفظ "حق" کو چنا ہے "الحق" خدا کا ایسا نام ہے جو اسے مجسم سچائی قرار دیتا ہے۔ حق سچائی کو کہتے ہیں۔ سچائی ایک صفت ہے جس کا وجود نہیں۔ مگر "الحق" جب کہا جاتا ہے تو مراد ہے جو کامل سچا ہو جس میں سچائی کے سوا کوئی دوسرا عنصر نہ پایا جائے جو سچائی کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف ہو سکتی ہے وہ "الحق" لفظ میں داخل ہے تو سوال یہ ہے کہ "الحق" کا بیان یہاں کہاں موجود ہے۔ خدا کی سچائی کا ان چار صفات میں کہاں ذکر ہے اس

بنانے کی کوشش کریں۔

> **جماعت کے اندر گہری سچائی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی صفت حق یا اسم حق پہ غور ضروری ہے اور اس کے تجزیہ سے پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ میں کیوں جھوٹ بولتا ہوں، کہاں کہاں ٹھوکر کھاتا ہوں اور حق ذات سے تعلق قائم کئے بغیر میں کن کن نعمتوں سے محروم ہوں یا محروم رہوں گا**

سلسلے میں میں آپ کے سامنے کچھ باتیں کھولنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی علمی بحث نہیں ہے بلکہ جماعت کے اندر گہری سچائی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی صفت حق یا اسم حق پہ غور ضروری ہے اور اس کے تجزیہ سے پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ میں کیوں جھوٹ بولتا ہوں، کہاں کہاں ٹھوکر کھاتا ہوں اور حق ذات سے تعلق قائم کئے بغیر میں کن کن نعمتوں سے محروم ہوں یا محروم رہوں گا۔ یہ مضمون جب کھل جائے تو پھر اپنی ضرورت کو لوگ از خود اپنے سچائی کے معیار کو بلند تر کرنے کی کوشش کریں گے۔

جھوٹ کی جو وجوہات ہیں ان میں ایک ہے جھوٹی تعریف حاصل کرنا۔ جن کو تعریف کا شوق ہو اور تعریف سے عاری ہوں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا" (آل عمران: ۱۸۹)۔

کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں پلے کچھ بھی نہیں ہوتا جو کچھ لاتے ہیں جھوٹ ہی لاتے ہیں اور خوش اس بات پر ہو رہے ہوتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جا رہی ہے ان باتوں میں جو انہوں نے کی نہیں۔ تو بہت سی جھوٹ کی وجوہات حمد کی تمنا ہے۔ پس اگر آپ یہ کہتے ہیں "الحمد للہ رب العالمین" تو وہاں ساتھ ہی یہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ وہ ذات ہے جس کی حمد کی خاطر کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر قسم کی حمد جس کا تصور باندھا جا سکتا ہے، ہر قابل تعریف چیز جو اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہے وہ اس ذات باری تعالےٰ میں موجود ہے تو جھوٹ کی جڑ ہی غائب ہو گئی۔ حمد کی تمنا میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی جھوٹ کا کوئی تصور بھی نہیں باندھا جا سکتا کیونکہ یہ متضاد مضمون ہے۔ اور انسان چونکہ حمد کا مالک نہیں ہوتا اور کامل حمد نہیں رکھتا اس لئے وہ اپنے نقائص کو دور کرنے کی خاطر فرضی خوبیاں اپنی بیان کرتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ لوگ فرضی خوبیاں بیان کریں۔ یہ خوشامدیں، یہ اپنے نفس کی بڑائیاں، یہ تعلیاں، یہ ساری وہ چیزیں ہیں جنہوں نے معاشرے میں زہر گھول رکھا ہے۔ اور اب اس پہ غور کرکے دیکھیں اس کو تفصیل سے خاندانی جھگڑوں اور روزمرہ کی معاشرتی خرابیوں پر چسپاں کرکے دیکھیں تو آپ کو پتہ لگے گا کہ محض تعریف کی خاطر ایسی ایسی جھوٹ بکواس کی جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں پھر فتنے پیدا ہوتے ہیں اور ایسا شخص خود اپنا وقار بھی کھو دیتا ہے۔ بات کرتا ہے تو لوگ دوسری طرف منہ پھیر کر کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں بڑی عادت ہے اس کو شیخیاں بگھارنے کی، تعلیاں کرتا ہے، اپنے بچوں میں عزت کھو دیتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ مجھے کسی نے بتایا کہ ایسا ہی کوئی شخص تھا بے چارہ مرحوم کہ اس کی عادت تھی غلط باتیں، گپیں مارنے کی تو ایک جگہ اس نے خود مجلس لگائی اور کہا کہ یوں یوں پھر میں نے کیا تو اس کا بیٹا اسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا وہ ایک طرف منہ کرکے اشارے سے یہ کہتا تھا کہ مان نہ، سب گپ ہے تو اولاد میں عزت باقی نہیں رہتی۔ تو جھوٹی عزت آدمی حاصل کر سکتا ہی نہیں۔ وہم ہے اور چند دن کے چرچے ہو سکتے ہیں ہمیشہ کے لئے حق چھپ نہیں سکتا۔

تو بظاہر اللہ تعالےٰ کو حق نہیں فرمایا گیا مگر جو صفات کی داغ بیل رکھی گئی ہے اس میں حق داخل ہے۔ حمد کے نقطہ نگاہ سے تو اللہ تعالےٰ کو کسی جھوٹ کی ضرورت ممکن ہی نہیں ہے یعنی عقلی طور پہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری ایک وجہ ہے حرص۔ دنیا میں بہت سے جھوٹ حرص کی خاطر بولے جاتے ہیں۔ جتنے مقدمے بنتے ہیں یہ ہماری جائیداد ہے، اصل میں ہماری تھی یا فلاں نے ہم سے لے لی اور اپنی نہیں کی یا جھوٹے مقدمے قرض کے بنا دیئے جاتے ہیں غرضیکہ دنیا میں جتنے جھگڑے قضائی چلتے ہیں یا عدالتی چلتے ہیں ان میں ایک بڑا حصہ ان مقدموں کا حرص کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جھوٹ سے ہے۔ اب پاکستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں لیکن دوسری دنیا کی عدالتوں میں بھی چل رہا ہے صرف پاکستان تو خاص نہیں، ہندوستان اس قسم کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے، بنگلہ دیش میں یہ قصہ جاری ہے، مغربی دنیا میں بھی یہ قصے ملتے ہیں نسبتاً کم مگر موجود کہ حرص کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔

تو وہ وجود جس کا سب کچھ ہو، جو رب العالمین ہو جس کے اوپر دوسروں کی بناء ہو اور اسے دوسروں سے کچھ لینے کی ضرورت نہ ہو اس کو کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔ کیونکہ وہ حرص کا پہلو اس کا غائب ہو گیا کیونکہ رب العالمین ہے۔ اسی طرح دیگر صفات پر غور کریں۔ قرآن کریم نصیحت کرتے ہوئے یہ بیان فرماتا ہے

"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" (البقرہ، ۱۸۹) کہ دیکھو تم اپنے اموال آپس میں باطل کے ساتھ نہ کھایا کرو۔ باطل کے کئی معانی ہیں لیکن بنیادی معنی جھوٹ ہی ہے۔ جھوٹ بول کے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ یا جن باتوں میں خدا نے منع فرمایا ہے ان باتوں کو اختیار کرکے مال نہ کھاؤ یعنی حرام مال نہ کھاؤ۔ تو دونوں جگہ در اصل بنیادی معنی جھوٹ ہی کا ہے۔

جھوٹ کی خاطر جھوٹی چیز، غلیظ چیز حاصل کرنا یہ حرص سے تعلق رکھتا ہے اور حرص پیدا ہوتی ہے اس کو جو غریب ہو اور اگر غریب نہیں بھی ہے تو کامل مالک نہیں ہے۔ زمین و آسمان کائنات سب اس کی نہیں ہے۔ کچھ کمی ہے تو اس کو لینے کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے، ان کا پیدا کرنے والا، بن مانگے دینے والا، اس کو اس پہلو سے جھوٹ کی ضرورت ہی کوئی نہیں، جھوٹ لگتا ہی نہیں وہاں، چسپاں ہی نہیں ہو سکتا۔

پھر جھوٹ کی ایک وجہ مؤاخذہ کا خوف ہے اور اکثر ہمارے معاشروں میں مشرقی ہو یا مغربی پکڑ کے ڈر سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ایک بچے سے غلطی ہو یا ایک مجرم نے چوری کی ہو یا قتل کیا ہو کوئی بھی صورت ہو جہاں مؤاخذے کا خطرہ ہو وہاں جھوٹ بولا جائے گا۔ اگر مؤاخذے کا خطرہ نہیں ہوگا تو جھوٹ نہیں بولا جائے گا، اور اس کا حمد والے مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ اگر آپ ایک بات ایسی پوچھیں مجلس میں کہ خوشبو آئی ہے اگر، کہو کہ کس نے لگایا ہے عطر، کس نے خوشبو والی بات یعنی کس کی وجہ سے خوشبو آئی ہے۔ تو لوگ جھوٹ بول

سے کہ بھلا کہہ دیں گے کہ ہماری وجہ سے آئی ہے۔ لیکن اگر کہیں بدبو آئی ہے تو کوئی جھوٹ نہیں بولے گا کیوں کہ ڈرتا ہے اور وہ بھی انکار کر دے گا یعنی جھوٹ بولے گا جس سے بدبو آئی ہے۔ تو یہ حسد اور برائی کا گہرا تعلق جھوٹ سے ہے۔ بعض صورتوں میں حسد کی خواہش جھوٹ پیدا کرتی ہے، بعض صورتوں میں برائی سے بچنے کا خیال جھوٹ پیدا کرتا ہے اور اس کا اگلا قدم مؤاخذہ ہے۔

جہاں سزا ملتی ہو وہاں انسان جھوٹ نہیں بول سکتا یعنی ان معنوں میں کہ اس نے جرم نہ کیا ہو اور جھوٹ بول رہا ہو لیکن جھوٹ بولے گا تو جرم بولے گا اور مؤاخذے سے ڈر کر وہ جھوٹ بولے گا کہ نہیں میں نے کیا ہی نہیں تھا کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس کے نتیجے میں اس کے سر ایک سزا کی تلوار لٹکی ہوئی ہے۔

یہ جو مضمون ہے یہ انبیاء کی صداقت سے بڑا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ انبیاء جب ایک دعویٰ کرتے ہیں تو اس دعوے کے نتیجے میں ان کو بہت بری طرح سوسائٹی کی طرف سے سزا ملتی ہے، عزت پر حملہ کیا جاتا ہے۔ وہ تمام اعلیٰ قدریں جو ان کو نصیب تھیں جن کا سوسائٹی اعتراف کرتی تھی ان قدروں سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اب ایسا شخص جو جھوٹ بولتا ہے یا اس نے اپنی تعریف کی خاطر جھوٹ بولا ہے یا کچھ کمانے کی خاطر، حرص کی خاطر جھوٹ بولا ہے یا مؤاخذے کے ڈر سے جھوٹ بولا ہے تو وہ کیسا انسان ہے جو پہلے تو اتنا معقول اور اتنا بلند مرتبہ انسان کہلاتا ہو کہ قوم میں اس پر امید سے نظریں پڑتی ہیں جیسا کہ حضرت صالح ؑ کو کہا گیا کہ "کنت فینا مرجوا" (سورہ ھود: ۶۳)۔ تو ہمارے اندر "مرجو" تھا، ہم تو تم سے امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ بہرحال مَرجُوًّا کا لفظ حضرت صالح ؑ کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور ہر نبی کے متعلق یہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی لوگ امیدیں لگائے بیٹھے تھے جیسے حضرت صوفی احمد جان صاحب نے آپ کی ملاقات کے بعد یہ کہا کہ:

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو انسان تعریف کی خاطر جھوٹ بولتا ہے۔ اس ڈر سے جھوٹ بولتا ہے کہ سزا نہ مل جائے۔ اور حرص سے جائیداد حاصل کرنے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے۔ اگر ایسا دعویٰ کرے کہ جس میں عزت بھی جائے، جائیداد بھی جائے اور ناحق مارا جائے۔ جرم نہ کیا ہو اور پھر بھی سزا مل رہی ہو تو ایسا شخص پاگل ہی ہوگا اور اگر عقل والا ایسا ہو اس سے پہلے کہ اس کی عقل کا شہرہ ہو تو ایسے شخص کو جھوٹا قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معاند مولوی، پہلے کی بات ہے میرے سے گفتگو کرنے آیا، تو اس نے اپنی طرف سے یہ اکٹھے کئے ہوئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ بدرجہ دعاوی۔ اور اس کو پتہ نہیں تھا کہ بعینہ یہی اعتراض عیسائی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی کرتے ہیں کہ پہلے ایک چھوٹا سا جھوٹ بولا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا۔ پہلے کہا میں موسیٰ سے بھی افضل نہیں ہوں، صرف اہل مکہ کو، ام القریٰ کو ڈرانے آیا ہوں۔ بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں پہلے کہا کہ عشیرۃ کو جو قریب، قرب و جوار میں میرے رشتہ دار اور خونی اقرباء ہیں ان کو ڈرانے کے لئے آیا ہوں اور یہ وحی بنائی کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اپنے اقرباء کو ڈرا۔ پھر "ام القریٰ و من حولھا" کو ڈرا۔ پھر دعویٰ بڑھا دیا اور یہ کہہ دیا کہ "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" (الاعراف: ۱۵۹)۔ اہل کتاب کو پہلے مخاطب پھر آگے یہ دعویٰ کر دیا۔ تو اپنی طرف سے انہوں نے یہ بنایا کہ جھوٹ کی مثال ہے اس طرح لوگ رفتہ رفتہ بڑے بڑے دعاوی کرتے رہتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کی عالمی طور پر تو مذہب کی تاریخ پہ یا لٹریچر پہ نظر نہیں تھی مگر کہیں یہ پڑھ لیا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ میں مامور ہوں، پھر مہدی، پھر مسیح، کرشن ہونے کا بھی کر دیا تو فہرست بنا کر آیا ہوا تھا کہ دیکھیں جی مرزا صاحب جھوٹے، صاف پتہ چل رہا ہے۔

میں نے مولوی صاحب سے پوچھا، میں نے کہا مجھے یہ ایک بات بتائیں کہ اگر یہاں ربوہ میں آپ کو میں لے جاتا ہوں بازار میں اور اعلان ہوتا ہے کہ کسی نے کوئی چیز چرائی ہے اور جس نے چرائی ہے اس کو سو جوتے پڑیں گے۔ آپ جھوٹا دعویٰ کریں گے اس وقت کہ ہاں ہاں میں نے چرائی ہے، میں نے چرائی ہے۔ میں نے کہا چور بھی نہیں کرے گا کیونکہ مؤاخذہ کے ڈر سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور جہاں کھلی کھلی سزا مل رہی ہو معصوم کو اس کو کیا ضرورت ہے کہ اس سے اگلا بڑا دعویٰ کر بیٹھے کہ ابھی کافی نہیں ہے میری اور بھی دشمنی کرو۔ تو پہلا ہضم نہ ہوا اوپر سے ایک اور دعویٰ کر بیٹھے دوسرا ہضم نہ ہوا تو اور دعویٰ کر بیٹھے اور اس کی سزا ابھی پوری نہ ملی ہو تو ایک اور دعویٰ کر بیٹھے۔ میں نے کہا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان کو آپ کی تکذیب کے نشان کے طور پر دیکھ رہے ہو۔

میں نے کہا جب آپ نے دعویٰ کیا مامور من اللہ کا تو اس وقت مسلمان آپ کے دشمن ہوئے، مہدی کا دعویٰ کیا مسلمان دشمن ہوئے اور مسلمان خود انگریزوں کی ایک رعایا تھے لیکن جب خوب مسلمانوں کا قہر آپ پر برسا ہے تو آپ نے کہا اچھا یہ تو بڑے مزے کی بات ہے کیوں نہ اپنی سلطنت کے فرمانرواؤں کو بھی دشمن بنا لیا جائے اور دعویٰ کر دیا کہ تمہارا خدا کا بیٹا مر گیا ہے اور میں مسیح ہوں۔ یہ کس قسم کا جھوٹا ہے جو ایسی باتیں کر رہا ہے۔ پھر اس کو خیال آیا کہ اوہو ہو ابھی تو ہندو ناراض نہیں ہوئے۔ بات تو تب بنے گی کہ ان کو بھی ناراض کیا جائے کرشن ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ہندوؤں کا غضب بھڑکا اور لیکھرام پیدا ہوا اور بڑے بڑے مقابلے ہوئے۔ ادھر ادھر سے کہیں مناظرہ ہو رہا ہے، ایک شور پڑ گیا۔ تو قادیان کے گرد سکھ تھے بہت، آپ نے فرمایا کہ ہندوؤں کا ہندوستان میں تو زور ہے مگر ارد گرد تو سکھ ہی ہیں تاکیوں نہ سکھوں کو ناراض کیا جائے تو دعویٰ کر دیا کہ حضرت بابا نانک مسلمان تھے۔ میں نے کہا آپ ادنیٰ سی عقل سے کام لیں کوئی شخص جس کو سزا مل رہی ہو سچ بولنے کی اگر وہ سچ نہیں تو جھوٹ بولنے کی سزا ہے تو جھوٹا آدمی تو سزا سے بچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہے سزا حاصل کرنے کے لئے تو جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ مثال میں نے دی۔ میں نے کہا آپ کو میں نے کہا ہے جرأت ہے تو کر کے دکھائیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کے نتیجے میں حمد نہ ہوتی ہو بلکہ گالیاں پڑتی ہوں اور سزا ملتی ہو۔ پاگل ایسا کرتے ہیں کہ ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پاگلوں بیچاروں کے دعوے آپ نے دیکھے ہوں گے ننگے ہو گئے گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں اور ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا اور اس سے فرق ہی کوئی نہیں پڑتا۔ مگر ایک صاحب علم، صاحب عقل جس کا ماضی بے داغ ہو اور جو اپنی فراست کے لحاظ سے از خود قوم میں ابھر رہا ہو اس پر توقع کی نظریں پڑ رہی ہوں اس شخص سے یہ توقع ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ جھوٹ بولے کیونکہ قرآن کریم جو مثالیں دے رہا ہے ان سے پتہ چلتا ہے یا حمد کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے حمد تو انہیں ملی نہیں۔ یا سزا سے بچنے کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے مگر جو کام کیا ہے اس کے نتیجے میں تو سزا ملی۔ لالچ کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ایسا دعوے دار تو اس وجہ سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔

جو اس کا ہوتا ہے وہ بھی اس کو نہیں ملتا۔ پس جھوٹ کی وجوہات پر غور کریں تو سورہ فاتحہ کے اوپر ان کے اطلاق سے معلوم ہوگا کہ سورہ فاتحہ کی جو بنیادی صفات ہیں ان میں سے ہر ایک، ایک "الحق" خدا کی گواہی دے رہی ہے کیونکہ ہر صفت اس کو جھوٹ کی ضرورت سے مبّرا قرار دے رہی ہے۔

> **جس طرح کتاب کی ماں سورہ فاتحہ ہے اسی طرح اسماء باری تعالیٰ کو سمجھنے کے لئے بھی سورۃ فاتحہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے**

پھر جھوٹ بولنے کی وجوہات میں علم کی کمی پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ جتنے بھی لوگ جلد بازی میں جواب دے دیتے ہیں نا کہ یہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہاں یہ بات یوں ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ اگر وہ نہیں تو یوں لگے گا کہ ان کو پتہ نہیں۔ بعض لوگ اس بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ ہماری لاعلمی ظاہر ہو جائے اس لئے جھوٹ بول دیتے ہیں۔ اور یہ جھوٹ جو ہے یہ اکثر ان کی نظر سے بھی چھپا رہتا ہے۔ وہ بالارادہ جھوٹ نہیں بول رہے ہوتے وہ اپنے اندازے کو سچ سمجھتے ہیں اور اس عادت کی وجہ سے بعض دفعہ بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس معاملے میں بے حد حساس تھے بلکہ اَز حد تھے۔ اگر کوئی پوچھے کہ بتاؤ یہ کیا ہوا ہے وہاں۔ اور کوئی شخص اپنی طرف سے کہہ دے تو کہتے تھے تمہیں کس طرح پتہ لگا بتاؤ مجھے۔ جب تو نے دیکھا نہیں، تو نے معلوم نہیں کیا تو کیوں اندازہ بتا رہے ہو۔ اندازہ بھی ایک جھوٹ ہوتا ہے بعض صورتوں میں۔ اگر کہا جائے اندازے لگاؤ تو وہ اور چیز ہے لیکن اگر حقیقت پوچھی جائے اور اندازہ پیش کر دیا جائے تو یہ جھوٹ ہے بس وہ لاعلمی کو چھپانے کی خاطر جھوٹ ہوتا ہے۔

قرآن کریم اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے "ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون"۔ اس آیت کا پہلا ٹکڑا ہے "وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ"۔ وہ اکثر لوگ جو زمین میں ہیں ان کی عادتیں ایسی ہیں کہ اگر تو ان کی پیروی شروع کر دے تو تمہیں وہ ضرور گمراہ کر دیں گے۔ یہاں کافر اور مومن کی بحث نہیں اٹھائی۔ "وان تطع اکثر من فی الارض" اور یہ کیسی سچی بات ہے کہ انسانوں میں بھاری اکثریت اس عادت میں مبتلا ہوتی ہے کہ جس کا علم نہ ہو اس کی بجائے اندازہ پیش کر دیتی ہے۔ تو فرمایا "ان یتبعون الا الظن" تو عادی ہے حقیقت دیکھ کر بیان کرنے کا اور حقیقت دیکھ کر قبول کرنے کا۔ جن لوگوں کا تعارف ہم کروا رہے ہیں، انسان بحیثیت مجموعی، ان کی اکثریت ایسی ہے جو ظن پر بات کرنے کی عادی ہے۔ حقیقی علم نہیں ظن سے بات کر دی۔ "وان ھم الا یخرصون" (الانعام: ۱۱۷)

اور الٹکل پچو لگانے والے لوگ ہیں یعنی ڈھکوسلے لگانے والے، ڈھیل پچو باتیں کرنے والے۔ ان کے پیچھے جو لگے گا وہ گمراہ ہی ہوگا اس کو تو کبھی ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔ "ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ" (الانعام: ۱۱۸)۔ اب علم کا جو فقدان ہے اس کے نتیجے میں جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ اور "اعلم" فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کو۔ اور قرآن کریم میں جو سورۃ فاتحہ کی صفات ہیں وہ کامل علم کا تقاضا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ رحمانیت تخلیق کے لئے بنیادی صفت ہے اور تخلیق علم کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ مدبر سے زیادہ علم خالق کو ہوا کرتا ہے۔ اور دوسرے ربوبیت، اگر برائی سے پاک ہے تو لازماً علم کے ساتھ ہے ورنہ ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک ماں جس کو یہ نہیں پتہ کہ اس نے اپنا بچہ کس طرح پالنا ہے وہ اپنی لاعلمی میں ربّ نہیں بن سکتی۔ اگر بیٹے کی تو کسی جگہ ٹھوکر کھائے گی اور اس کو کوئی نقصان پہنچائے گی۔ اور پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ الحمد کی تعریف ہے اس ماں کی جس نے لاعلمی میں اپنے بچے کو زہر دے دیا۔

تو الحمد کا مضمون جب ربوبیت کے ساتھ ملتا ہے اور رحمان تخلیق کا مضمون اس میں داخل کرتا ہے تو قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذات کامل علم رکھنے والی ہے۔ کیونکہ جس نے پیدا کیا وہی جانے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں دوسرے کو کیا پتہ کہ کیا چیز ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو چیزیں ایجاد کرتے ہیں جیسا علم ان کو ہوتا ہے ویسا کسی دوسرے انجینئر کو یا اس فن کے واقف کو ہو نہیں سکتا۔ وہ اس کی گہری کنہہ سے واقف ہوتے ہیں ان کو پتہ ہے میں نے فلاں ٹکڑا کیوں استعمال کیا تھا فلاں قسم کی دھات کیوں لی تھی۔ تو سارا مضمون اس سے پہلے چھان بین کر کے وہ تسلی سے اس پر حاوی ہو چکا ہوتا ہے اس پر عبور حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ پس علم کا فقدان بھی بعض دفعہ جھوٹ پر انسان کو مجبور کر دیتا ہے خواہ وہ عمداً ہو یا غیر ارادی طور پر ہو اور سورہ فاتحہ جس خدا کو پیش کرتی ہے وہ کامل علم والا ہے، ایسا کامل علم کہ اس سے بڑھ کر علم متصور نہیں ہو سکتا۔

> **اگر آپ حق کی صفت سے عاری ہیں تو حق سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ تعلق تو کسی قدر اشتراک سے ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی اشتراک نہ ہو تو تعلق ٹوٹ جاتے ہیں**

پھر قوت تخلیق سے جو لوگ عاری ہوتے ہیں وہ دراصل نود ہی ہے کہ جو تعریف کا شوق ہے اسی کے نتیجے میں یہ بات بھی بنتی ہے مگر یہاں تعریف کے ساتھ حرص بھی شامل ہو جاتی ہے۔ دھوکہ دہی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو کچھ بنا نہیں سکتے، حقیقتاً چیز بنا نہیں سکتے، وہ جھوٹی چیزیں بناتے ہیں اور جتنی بھی مارکیٹ میں مصنوعات ایسی ملتی ہیں جو جھوٹی IMMITATION ہیں اصل نہیں ہیں، یہ وہی مضمون ہے۔ اور جو تماشہ دکھانے والے تماشے دکھاتے ہیں، جادوگر جادو دکھاتے ہیں اور رعب ڈالتے ہیں کہ ہم نے اس چیز کو یوں کر دیا اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں دراصل یہ تخلیق کی تمنا ہے، اللہ کی صفت خالقیت سے کچھ حصہ لینا چاہتے ہیں جو ان کو نصیب نہیں ہوتا ایسی صورت میں پھر وہ ان کو جھوٹ بنانا پڑتا ہے۔

قرآن کریم نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساحروں کے مقابلے کی مثال رکھ کر اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔

"فالقیٰ موسیٰ عصاہ فاذا ھی تلقف ما یافکون"

(الشعراء: ۴۶)

یہ نہیں فرمایا کہ موسیٰ کا سوٹا سانپوں کو نگل گیا۔ فرمایا کہ سانپ تو تھے ہی نہیں۔ ان کو کہاں یہ طاقت تھی کہ وہ سانپ بنا دیتے۔ انہوں نے جھوٹ بنایا تھا۔ "سحروا اعین الناس" انہوں نے لوگوں کی آنکھیں باندھی تھیں، ان پر جادو کیا تھا۔ تو کیسا فصیح و بلیغ کلام ہے کہ فرماتا ہے اس کے جھوٹ کو کھا گیا سوٹا۔ یعنی اصلیت ظاہر ہو گئی وہ رسیوں کی رسیاں دکھائی دینے لگ گئیں۔ تو جو کھایا تھا وہ سانپ نہیں کھائے تھے وہ جھوٹ کھایا تھا ان کا۔ یعنی جھوٹ کو نگل گیا،

جھوٹ کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہی، حق آگیا اور باطل چلا گیا یہ مضمون ہے۔ تو جتنے بھی مداری، تماش بین یا مارکیٹ میں مصنوعی چیزیں بنا کے پیش کرنے والے ہیں وہ اس وجہ سے جھوٹ بولتے ہیں اور جو خالق کل ہے اس کو اس کی ضرورت کوئی نہیں۔ جو تخلیق پر کامل عبور رکھتا ہے اس کو ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔

پھر از راہ ظلم بعض دفعہ جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اور ظلم کی وجہ دراصل درحقیقت مالکیت کی کمی ہے۔ جو شخص مالک نہیں ہوگا اور ہر چیز کا مالک نہیں ہوگا جہاں اس کی ملکیت سے باہر کوئی مالک رہے گا اس کے دل میں تمنا پیدا ہوتی ہے کہ میں اس کی ملک بھی لے لوں۔ یہ حرص ہے ظاہر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے لیکن اس مضمون کا ایک تعلق ملکیت سے بھی ہے، بادشاہت سے بھی ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو بادشاہ نہیں ہوتے اور بادشاہ نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹ بول کر دوسرے کا مال یہ کہہ کر لیتے ہیں یہ ہمارا تھا مگر لینے کا اختیار ان کو نہیں ہوتا۔ لینے کا اور دینے کا اختیار ایک حکومت کو ہوتا ہے بادشاہت کسی اور کی ہوتی ہے۔ جو خود بادشاہ ہو وہ اگر لے گا تو ظلم کی راہ سے لے گا اور خدا تعالےٰ جو مالک کل ہے، جس کی ملکیت کا دائرہ ہر چیز پر حاوی ہے اور بادشاہ بھی وہی ہے اس کو کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی غلطیاں، خفیف سی غلطیاں ایک نیت پر اثر انداز ہو جاتی ہیں اور بڑے بڑے بزرگوں کی نیت پر بھی بعض دفعہ ایسی چیزوں کا ہلکا سا سایہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت داؤدؑ کی مثال قرآن کریم پیش فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کے وقت دو شخص چھلانگ لگا کر ان کے قلعے میں، ان کے محل میں داخل ہو گئے اور کہا کہ ڈرو نہیں اے داؤد، یہ نہ سمجھ کہ ہم چور اچکے ہیں یا ڈاکو ہیں۔ کسی شور کی ضرورت نہیں ہم تو ایک مقدمہ پیش کرنے آئے ہیں۔ اور مقدمہ یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ ہے صرف اور یہ جو میرا بھائی ہے یا ساتھی اس کے پاس ننانوے ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ اپنی ایک مجھے دے دو تاکہ میری سو پوری ہو جائیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی ہے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ تو بتا کہ پھر اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تو حضرت داؤدؑ نے فیصلہ تو دیا لیکن ساتھ سجدہ ریز ہو گئے یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ نے مجھے آزمایا ہے۔ آزمایا ہے اور متنبہ فرمایا ہے کہ تمہیں تم جس کی ملکیت بھی اور جس کی سلطنت بھی توسیع پذیر ہے، پھیلتی چلی جا رہی ہے اس خیال سے کہ ہمسایہ ملکوں میں سے کوئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں انہوں نے الگ رہ کر کیا کرنا ہے ان کو بھی ساتھ شامل کرو زیادتی نہ کر دینا کسی پہ۔

> **اگر صفات باری تعالےٰ کے ہر پہلو سے انسان اپنا تعلق توڑ لے تو اس صفت کے ہر فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حق کیا ہے اور قرآن کریم حق کے تعلق کے کیا کیا فوائد بیان کرتا ہے**

بعض مفسرین نے تو اس کا بالکل لغو بیہودہ ترجمہ کیا ہوا ہے کہ ننانوے بیویاں تھیں تو کسی اور کی سو دیں لینا چاہئے تھے۔ اگر وہ

بادشاہ تھے تو ساری سلطنت کی حسین ترین عورتیں ان کے قبضے میں تھیں۔ اس زمانے میں بادشاہت تو مطلق العنان ہوا کرتی تھی۔ یونہی فرضی قصے بنائے ہوئے ہیں بائبل سے لیکر اور آنکھیں بند کر کے قبول کر لئے۔ دراصل حضرت داؤدؑ کو یہ نصیحت فرمائی گئی تھی کہ تجھے خدا نے عظیم سلطنت عطا کی ہے لیکن بڑی سلطنتوں کی ہمسائیگی میں چھوٹے چھوٹے ممالک بھی ہوا کرتے ہیں اور بسا اوقات ایک انسان کو، ایک بادشاہ کو یہ بات دھوکے میں مبتلا کر دیتی ہے کہ یہ بڑے کا حصہ بن جائیں گے تو اچھے رہیں گے اور ہماری طاقت بڑھے گی اور ان کا بھی کیا نقصان ہے ایک بڑی سلطنت کا حصہ بن جائیں گے تو اس قسم کے نفس کے دھوکے بعض دفعہ ظلم پر مجبور کر دیا کرتے ہیں۔

تو اللہ کیونکہ مالک ہے اور مالک کل ہے اس لئے اس کو کسی اور چیز کو اپنانے کی ضرورت نہیں نہ جھوٹ بولنے کی، نہ ظلم کی راہ سے، ضرورت ہی کوئی نہیں۔ اور اس موقع پر اللہ تعالےٰ نے حق کی صفت کو ملک کی صفت کے ساتھ باندھا ہے اور مالک کی صفت سے نہیں باندھا ہے۔ یہ آگے جا کر جب میں آیات کو تفصیلی طور پر اس مضمون میں، بعض اور مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا تو یہ ایک دلچسپ چیز سامنے آئے گی کہ خدا تعالےٰ کے حق ہونے کی صفت کو مالک کی بجائے ملک سے باندھا گیا ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ملک قانون کا حکمران ہوتا ہے اور ناانصافی کا تعلق قانون سے ہے مالکیت سے نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مالک ہے تو کسی ایک کو دے دے اور کسی کو نہ دے تو اس کو ناانصافی نہیں کہہ سکتے۔ جس کو مرضی دے دیں آپ، جس پر دل آجائے اس کو آپ عطا کر دیں۔ آپ مالک ہیں آپ کی چیز ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا اوہو اس نے بڑی ناانصافی کی ہے سارا شہر بستا ہے اس میں سے ایک کو دے دیا اور کروڑ باقی رہ گئے ان کو کچھ نہیں دیا۔ تو یہ جہالت ہے اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

اصل میں صفت حق کا یا انصاف کا مالکیت سے تعلق نہیں ہے ملکیت سے تعلق ہے۔ تو قرآن کریم نے جہاں جہاں اس تعلق کو باندھا ہے وہاں ملک کا لفظ استعمال فرمایا ہے، مالک کا نہیں لیکن اس کے باوجود یہ سورہ فاتحہ میں داخل ہے۔ کیونکہ مالک یوم الدین کا مضمون ملوکیت پر حاوی ہے اور ملکیت پر بھی حاوی ہے۔ فیصلہ کرنے والا بھی وہی ہے۔ قضا بھی اسی کے پاس ہے اور مالک بھی وہی ہے۔ تو حق کا لفظ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یا حق کا اسم سورہ فاتحہ میں ہر اس اسم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو بیان ہوا ہے اور اس سے باہر کچھ نہیں ہے۔ پس اس بات کا کامل یقین رکھیں کہ صفات باری تعالےٰ کی ماں سورہ فاتحہ ہے یعنی وہ صفات ہیں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں اور جس طرح کتاب کی ماں سورہ فاتحہ ہے اسی طرح اسماء باری تعالےٰ کو سمجھنے کے لئے بھی سورہ فاتحہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اس کے تعلق سے یہ مضمون زیادہ کھل کر سامنے آتا ہے۔

اب میں ان آیات کی بات کرتا ہوں جن میں اس مضمون کو مختلف رنگ میں پھیر کر بیان فرمایا گیا ہے۔ اب تک تو میں یہ آیات پیش کر رہا تھا جس میں جھوٹ کی وجوہات بیان ہوتی ہیں اور ان کی روشنی میں ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفت حق، اس کا حق ہونا سورہ فاتحہ کی جو ام الصفات ہیں ان سے گہرا قطعی تعلق رکھتا ہے اور سو فیصد یقین کے ساتھ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان صفات کا مالک جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ اس کا جھوٹ سے کوئی تعلق ہو۔ اور چونکہ جھوٹ کے ہر پہلو کی نفی ہو گئی ہے اس لئے اسے "الحق" کہا جا سکتا ہے۔ کامل سچا جس کا جھوٹ کے کسی پہلو سے بھی دور کا تعلق نہیں۔

اب اللہ تعالےٰ نے جو حق صفت کو استعمال فرمایا ہے جہاں جہاں موقعوں پر جہاں جہاں ان پر اگر آپ غور کریں تو آپ کو اپنے کردار کے لئے

اس طرح بہت حد تک وہ کشتی بچ جائے گی اور خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھ کر وہ کیا چاہتا ہے اور اس سے کیا کیا فوائد وابستہ ہیں۔ ایک بات تو بہرحال تعلق کے طور پر واضح ہوگی کہ اگر آپ حق کی ہر صفت سے عاری ہیں تو حق سے آپ کو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ تعلق کسی قدر اشتراک سے ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی اشتراک نہ ہو تو تعلق ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لئے آخری صورت میں اگر اور کوئی تعلق نہ ملے تو انسان انسان کا تعلق رہتا ہے۔ اگر جنگل میں دو تین آدمی رہ جائیں تو ان کا شیروں سے تو تعلق نہیں، آپس میں تعلق ہوگا۔ لیکن شیر اگر رہ جائیں انسان نہ ہوں اور کوئی آفت آ پڑے تو شیروں کا آپس میں تعلق ہوگا۔ ایک بہت بڑے آرٹسٹ نے ایک طوفان کی تصویر بنائی ہے اس میں طوفان میں گھرے ہوئے گھوڑے ایک دوسرے سے گردن جوڑے کھڑے ہیں جو عام طور پر بڑے شدید اور طاقتور اور تیز مزاج کے گھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ جو عام حالات میں ایک دوسرے کو مارتے، ایک دوسرے سے رقابت کرتے، گھوڑیوں کی خاطر ان کی لڑائیاں ہوتیں لیکن اس طرح وہ جڑے کھڑے ہیں آپس میں کہ جیسے ان سے بڑھ کے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ تو COMMON جو مشترک خطرات ہیں ان کے نتیجے میں کوئی قدر مشترک ہوتی ہے جو انسان کو یا ایک جاندار کو دوسرے جاندار سے جوڑ دیتی ہے۔ اگر صفات باری تعالیٰ سے ہر پہلو سے انسان اپنا تعلق توڑ لے تو اس صفت کے ہر فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حق کیا ہے اور قرآن کریم حق سے تعلق کے کیا کیا فوائد بیان کرتا ہے۔ بعض ایسے فوائد ہیں جو آپ کو فوری طور پہ سمجھ آ سکتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو نہیں سمجھ آ سکتے کھول کر بیان کرنے پڑتے ہیں یا غور کریں گے تو آپ کو سمجھ آ سکے گا۔ چند آیات جو میں نے نمونے کے لئے آج کے لئے چنی ہیں ان میں سے شاید ایک دو پر ہی گفتگو ہو سکے وہ یہ ہیں سورہ الانعام کی آیت باسٹھ اور تریسٹھ

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝

(الانعام: ۶۲، ۶۳)

وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے اور قاہر کا مضمون اگرچہ اردو میں جب لفظ قہر کہتے ہیں تو ذہن میں منفی مضمون ابھرتا ہے مگر قاہر اس ذات کو کہتے ہیں جو کامل طور پر اختیار رکھتی ہے اور اتنا کامل اختیار ہے کہ جسے کوئی خوف نہ ہو کہ اگر وہ سزا دینا چاہے تو تب بھی دے سکتا ہے جو چاہے کرے کیونکہ کامل قبضہ ہو اس وقت قاہر ہوتا ہے اگر مکمل قبضہ نہ ہو تو قاہر نہیں ہوا کرتا۔ انسانی POLITICS میں بھی یہ بات بار بار سامنے آتی ہے۔ جہاں کسی اور ذات کا خوف ہو وہاں قہر پیدا نہیں ہوتا۔ اب بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں پر کچھ نہ کچھ رحم ظاہر کیا کرتی تھیں اس وجہ سے کہ ایک دوسرے سے خوف تھا جب وہ خوف ٹوٹے تو قہر ظلم میں تبدیل ہو گیا حالانکہ پہلے بھی تو تھا مگر دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ قاہر منفی صورت اس وقت اختیار کرتا ہے جب کسی اور ذات کا خوف نہ ہو۔

تو اللہ تعالیٰ کے تعلق میں جب لفظ قاہر آتا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ چاہے تو ہر ایک کو ملیا میٹ کر دے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ لیکن چونکہ حمید ہے اس لئے اس طاقت کے باوجود وہ لوگوں کو مٹاتا نہیں ہے۔ اور بعض دفعہ لوگ مٹانے کا استحقاق بھی حاصل کر لیتے ہیں یعنی اس کے پوری طرح سزاوار بن جاتے ہیں اور پھر بھی اللہ نہیں مٹاتا۔ فرماتا ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہارے گناہوں کی وجہ سے تمہیں ہی نہیں بلکہ سارے جانداروں کو مٹا دیتا۔ ایسے ایسے بڑے تم گناہ کرتے ہو۔ چونکہ حمید ہے غیر معمولی حوصلہ ہے غیر معمولی حلم ہے اس لئے قاہر ہونے کے باوجود اس کا منفی اثر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ مثبت اثر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ قاہر اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی انسان کو مٹانے کی استطاعت نہ ہو کسی چیز کو مٹانے اور نقصان پہنچانے کی استطاعت نہ ہو اگر استطاعت ہی نہیں تو اس کو قاہر نہیں کہہ سکتے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وھو القاھر فوق عبادہ" اپنے بندوں پر وہی ہے جو قاہر ہے۔ کامل اختیار رکھتا ہے اور اگر سزا دینا چاہے اور اگر مٹانا چاہے تو اس کی تقدیر جو موت وارد کرتی ہے اس کی تقدیر جو زندگی سے موت کی طرف لے جاتی ہے وہ تو جاری ہے ہر قدم ٹوٹ سکتا ہے۔ اس وجہ سے "ویرسل علیکم حفظۃ" اس نے تمہاری حفاظت کی خاطر انتظام کر رکھا ہے کہ میری تقدیر کے ہاتھوں از خود نہ مٹ جاؤ۔ اور یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تم گناہ ایسے ایسے کر رہے ہو۔ ایسے ایسے کما چکے ہو کہ اگر تمہارے ساتھ جانوروں کی بھی صف لپیٹ دی جاتی تو جائز ہوتا۔ اس کے باوجود کوئی چیز ان کو روکے ہوئے ہے اور قرآن کریم اس مضمون کو دوسری جگہ یوں بیان فرماتا ہے

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ...

(الرعد: ۱۲)

ہر انسان کے لئے جو ظاہر میں چلتا ہے یا چھپ کے چلتا ہے رات کو نکلتا ہے یا دن کو نکلتا ہے خدا تعالیٰ نے حفاظت کے لئے آگے اور پیچھے نگران مقرر کر رکھے ہیں جو اس کو بچا رہے ہیں۔ کس چیز سے؟ "من امر اللہ" اللہ کے امر سے بچا رہے ہیں۔ عام طور پر تو ترجمہ کرنے والے ہیں اس ڈر سے کہ اور یہ کیسے مطلب ہو سکتا ہے کہ اللہ کے امر سے کوئی بچا رہا ہے وہ اس کا ترجمہ کر دیتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے ان کو بچایا جا رہا ہے۔ حالانکہ "بامر اللہ" نہیں ہے "من امر اللہ" ہے اور "من" کا محاورہ میں نے ایک دفعہ پہلے بھی قرآن کریم سے نکال کے دکھایا تھا جہاں جہاں بھی آیا ہے وہاں اس امر سے حفاظت کا مضمون ہے، اس کی وجہ سے نہیں۔ پس یہاں کیا مضمون ہے۔ دراصل تقدیر الٰہی ہی ہے جو زندگی بخشتی ہے اور تقدیر الٰہی ہی ہے جو موت بخشتی ہے کسی کو تو زندہ رہنے کا بھی اختیار نہیں ہے اگر تقدیر الٰہی نہ ہو تو۔ تو اگر خدا کی تقدیر موت کی طرف لے جا رہی ہے تو فرماتا ہے کہ ہماری تقدیر جو تمہیں ایک خاص مدت تک زندہ رکھنے کا فیصلہ کئے ہوئے ہے وہ تمہیں ہماری دوسری تقدیر سے بچا رہی ہے ورنہ اللہ قاہر کامل ہے اس کا اختیار اتنا مکمل ہے سزا دینے کا بھی اور مٹانے کا بھی کہ اگر خدا ہی کی تقدیر تمہیں خدا کی دوسری تقدیر سے نہ بچاتی تو تمہارا کوئی بھی وجود باقی نہ رہتا۔ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے "حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون" (الانعام: ۶۲)۔ اس مضمون کو کھول دیا۔ اس کی تائید میں قرآن خود بیان فرما رہا ہے۔ کہتا ہے ہاں اس وقت تک بچاتا ہے جب تک خدا کی تقدیر موت کی تقدیر نہ آ جائے۔ جب موت کی تقدیر آتی ہے تو پھر اللہ بھیجتا ہے ان لوگوں کو ان فرشتوں کو جو موت کا پیغام لے کر آتے ہیں اور وہ کسی چیز میں زیادتی نہیں کرتے کچھ اضافہ نہیں کرتے کسی چیز میں، جتنا خدا کہتا ہے اتنا ہی کرتے ہیں۔ "ثم ردوا الی اللہ مولاھم الحق" اب یہاں حق کے لفظ کا استعمال ہے جو میں بیان کر رہا تھا۔ پھر وہ تمام تر اس مولیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو حق ہے "لہ الحکم" اور حکم بھی اسی کا ہے "وھو اسرع الحاسبین" اور حساب میں بہت تیز ہے۔ اب مالک یوم الدین سے جو حق کا تعلق ہے یہ جوڑ ہمیں اپنے اعمال کی نگرانی کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اس دنیا میں اگر بچتے ہو اپنی سزاؤں سے تو یاد رکھو قاہر کی قوت سے تم بچ سکتے ہی نہیں تھے۔ یہ محض اس کا احسان ہے کہ اس کی دوسری تقدیر جاری ہوتی ہے اس کی ایک تقدیر سے بچانے کے لئے۔ لیکن یہ سلسلہ موت تک ہی چلے گا۔ جب موت آئے گی تو خدا کے حضور پیش ہونے کی وجہ سے آئے گی۔ پھر تم "مالک یوم الدین" کے حضور پیش ہوگے۔ یہاں مالک یوم الدین کہے بغیر اس کے مضمون کو بیان فرما دیا گیا۔ "مولاھم الحق"۔ مالک یوم الدین وہ ہے جو حق سے فیصلہ

کرے گا۔ قرآن کریم اس مضمون کو خوب کھول رہا ہے۔ سچا ہے اور سچائی سے فیصلہ کرے گا کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور جن فرشتوں کو بھیجا تھا ان فرشتوں کی صفات بتا رہا ہے کہ جب خدا کے حضور جا رہے ہیں اس کی طرف سے زیادتی ہو ہی نہیں سکتی تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ایسے فرشتے بھیجتا ہے جو اس موت کے وقت بھی ان پر کوئی زیادتی نہیں کرتے۔ جو حق ہے اس سے ذرہ آگے نہیں بڑھتے۔ تو جو بھیجنے والا بھیجتا ہے جو زیادتی نہیں کر سکتے اس سے زیادتی کیسے متصور ہو سکتی ہے۔ تو وہ کامل انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا "لہ الحکم" حکم اس کا ہے فیصلہ اسی کا چلے گا "وھو اسرع الحاسبین" اور حساب میں بہت تیز ہے۔ مہلت دو زندگی تک ہے زندگی کے بعد پھر اس کو حساب میں دیر کوئی نہیں لگے گی۔

جن لوگوں نے جھوٹ کو مولیٰ بنایا ہوا ہو، دنیا میں ہر مشکل کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حرص کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حسد کی تمنا میں جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر مؤاخذہ سے بچنے کے لئے جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، جن کا اندر باہر ساری زندگی کا نظام جھوٹ پر چل رہا ہو وہ یہ کہیں کہ قیامت کے دن ہمیں حق پناہ دے گا تو یہ جھوٹ ہے، یہ بہت بڑا جھوٹ ہے

پھر وہ کامل قدرتوں رکھنے والا خدا ہے۔ وہ قاہر ہے۔ وہ قاہر کے طور پر بھی ظاہر ہوگا۔ وہ کامل حق کے طور پر بھی ظاہر ہوگا۔ اور "مولاھم الحق" میں یہ بیان فرمایا کہ اگر تم نے بچنا ہے تو حق کو مولیٰ بناؤ۔ مولیٰ کا مطلب ہوتا ہے جو والی ہو، جو بچانے والا ہو، جو حفظ دینے والا ہو۔ تو فرمایا حق مولیٰ کی طرف جاؤ گے۔ اگر تم نے اس دنیا میں حق کو اپنا بنایا اور حق سے تعلق نہ باندھا تو اس دنیا میں پھر وہ تمہارا مولیٰ نہیں بنے گا۔ اس لئے اگر بچنا ہے تو حق کو مولیٰ بناؤ گے تو بچو گے ورنہ نہیں بچ سکتے۔ جن لوگوں نے جھوٹ کو مولا بنایا ہو، دنیا میں ہر مشکل کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حرص کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حسد کی تمنا میں جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر مؤاخذہ سے بچنے کے لئے جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، جن کا اندر باہر ساری زندگی کا نظام جھوٹ پر چل رہا ہو وہ یہ کہیں کہ قیامت کے دن ہمیں حق پناہ دے گا تو یہ جھوٹ ہے، یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور قرآن کریم اس کی مثالیں بھی پیش کرتا ہے۔ تو بے وقوف ایسے بھی جھوٹے ہوں گے جو قیامت کے دن بھی خدا کی پناہ میں آنے کی بجائے جھوٹ کی پناہ میں بھی جانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔

لیکن چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے انشاء اللہ بقیہ مضمون میں اگلے خطبہ میں بیان کروں گا۔ اتنا کہنا بہت کافی ہے کہ حق سے تعلق رکھے بغیر اس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے نہ اس دنیا میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ لازماً ہمیں بحیثیت جماعت کے طور پر ابھرنا ہوگا اور سچائی کو جب تک ہم ہر احمدی کے اندر اس طرح راسخ نہ کر دیں کہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے یا فطرت اولیٰ کی طرف وہ لوٹ آئے کیونکہ فطرت اولیٰ تو حق ہی تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ فطرت ثانیہ بن جائے یوں کہنا بہتر ہے کہ یہاں تک کہ وہ اپنی فطرت اولیٰ، ازلی فطرت کی طرف لوٹ آئے اس وقت تک ہم حقیقت میں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے فوز عظیم عطا فرمائے۔

اب میں خطبے کے اختتام سے پہلے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک بہت ہی پیارے اور مخلص فدائی واقف زندگی چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وفات پا گئے ہیں۔ اور بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے، ولچسپ لینے والی صفات تھیں اور سب سے زیادہ دلکش صفت تھی وہ سچائی تھی۔ بالکل سچے انسان تھے کبھی کوئی جھوٹ کوئی ٹیڑھ سے پن کی رنگ نہیں تھی ان میں [illegible]۔ تو عمر نوے سال تھی، ایک لمبے عرصے سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے مگر محض اعجازی طور پر زندہ تھے اور ڈاکٹر دل کو بھی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ بہت پرانی بات ہے وقف جدید کا ایک دور جب میں وقف جدید میں ہوا کرتا تھا تو ایک دفعہ وہاں سے احمد نگر سے واپس آیا تو مجھے پیغام ملا کہ باجوہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ سوئٹزرلینڈ سے آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے پیغام دیا ہے کہ ضرور ملیں۔ چنانچہ میں ان کو [illegible] لنگر خانے چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کس طرح تشریف لائے ہیں آپ دونوں اچانک۔ انہوں نے مجھ سے کوئی خوف بھی نہیں تھا کہ کس طرح آنا تھا، ہم تو مرنے کے لئے آئے ہیں یہاں۔ میں نے کہا مرنے کے لئے کیا مطلب۔ انہوں نے کہا کہ پتہ لگا ہے کہ ڈاکٹر نے کہا کہ چھ مہینے اندر مر جاؤ گے"۔ کہا دونوں پنجابی تھے اور کہتے ہیں ہم نے پنجابی میں بات کر رہے تھے اردو [illegible] کہ ڈاکٹروں نے تو ہمیں کہہ دیا ہے کہ تم مر جاؤ گے تو ہم نے کہا کہ وہاں جو مر جائے اور لاشیں اٹھوا کے یہاں لائیں گے تو کیوں نہ یہیں مریں آکے تو چھ مہینے کے لئے ریزرو کرا لیا لنگر خانے میں کمرہ اور اپنی طرف سے مرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اب میں نے بتایا کہ موت بھی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ کا حکم نہیں تھا انتظار کر کے واپس چلے گئے اس کے بعد سالہا سال تک بارہا خطرات ہوئے اور اسی طرح [illegible] کہ ڈاکٹر حیران ہو گئے ہیں بالکل۔ اور جب میں جاپان گیا تو [illegible] دور بھی سفر کر کے استقبال کے لئے آئے تھے اور [illegible] حیرت ہوتی تھی کہ خدا نے دیکھیں کیسے ان کو اعجازی طور پر [illegible] قربانی اور خدمت دین کی ہمت آخر وقت تک رکھی ہے۔ تو ایک تو ان کا جنازہ ہے اور ان کے ساتھ ہی کچھ اور جنازے ہوں گے۔ یہ انگلستان کی مسجد کے امام [illegible] سال تک۔ بہت سے ان کے کوائف درج ہیں مگر مختصر تو [illegible] ایک سچا مخلص، فدائی انسان تھا۔ زندگی میں بھی زندگی بھر اللہ کی رحمتوں کا [illegible] رہا۔ آخرت میں بھی ہمیں امید ہے کہ باری اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ہی کا مظہر بنائے رکھے گا۔

چوہدری ناظر علی خان صاحب والد محترم خلیل احمد صاحب مبشر (امیر مبشر انچارج) بڑی قربانی کر رہے ہیں، بہت عمدگی سے امارت کے فرائض کو سرانجام دیا ہے۔ ان کے والد چوہدری نادر علی صاحب کی یہ خوبیاں ہیں جو در اصل [illegible] بہت سادہ، صاف طبیعت انسان، بے حد مخلص اور فدائی انسان۔ کوئی پیچ نہیں تھا اور نور فراست تقویٰ کی وجہ سے تھا سارا۔

مولوی صالح محمد صاحب ہمارے سلسلے کے پرانے واقف زندگی اور خدمت کرنے والے انگلستان میں بھی کچھ عرصہ رہے ہیں۔ اور غلام نبی صاحب گلکار [illegible] کشمیر [illegible] سے ایک [illegible] تعلق ہے اور جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ایک عشق کا تعلق تھا بڑا گہرا۔ ان کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں۔ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ [illegible] مظفر احمد صاحب آف منڈی بہاؤالدین۔ شریفہ بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب [illegible] بہاولنگر، مکرم مشتاق احمد [illegible] حبیب اللہ خان صاحب پروفیسر کے داماد تھے، مکرمہ [illegible] بیگم صاحبہ بنت مرزا [illegible] مکرم [illegible] صاحب [illegible] آف [illegible] محمد طاہر [illegible] اللہ کے [illegible] بھی [illegible] اور اچھے مخلص سے محبت کرنے والے انسان [illegible] ایک [illegible] بہت نیک [illegible] [illegible] صاحبہ اہلیہ مجید احمد خان صاحب [illegible] حیدرآباد [illegible] خاندان [illegible] محمد [illegible] مرزا [illegible] صاحبہ [illegible]

[illegible] کی تعلق تھا اور یہ بھی بڑی خوبیوں کے مالک، مخلص فدائی انسان۔ نوافل شب کی نماز جنازہ انشاء اللہ نماز جمعہ کے معاً بعد ہوگی۔

تربیت اولاد یا خدمت والدین ایک ہی سکہ کے دو حسین پہلو

از مکرم حمید اللہ صاحب افغانی صدر جماعت سہارنپور

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ کو پالا پوسا۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تم کو بھی رزق دیں گے اور تمہاری اولاد کو بھی جس طرح تمہارے پہلو کو دیتا ہے۔ اسی طرح ہمارے آقا رسول پاک صلعم نے اولاد کا اچھا نام رکھنے کی تلقین فرمائی۔ یعنی تربیت اولاد کی طرف احسن رنگ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ پھر فرمایا علم حاصل کرو قرآن کریم نے بھی علم حاصل کرنے کی دعا سکھائی ہے "رب زدنی علما"۔ تاکہ یہ پرورش و تربیت اولاد میں معاون ہو سکے ایسے میں رسول خدا صلعم اور اس کے بعد آپ کی پاک دعائیں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے بھی اپنے ماننے والوں کو اپنے وجود کی سرسبز شاخ بتلایا ہے۔ "سرسبز شاخ" غور فرمائیں تو عجیب فلسفہ ملے گا۔ آپ کا ہی ایک شعر ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

شاخ اگر تندرست جڑ سے جڑی ہے تو سرسبز ہے اور اگر کٹا ہے تو انجام آپ جانتے ہیں قرآن کریم نے کلمہ طیبہ کو شجر سے تشبیہ دی ہے جو بڑھتا ہے اور جس کی شاخیں آسمان تک پہونچتی ہیں کیونکہ نظام خلافت بھی ایک سایہ دار و پھل دار عظیم درخت ہے تندرست جڑ کے بغیر سرسبزی محال ہے۔ جڑ جہاں استقامت بخشتی ہے۔ وہیں نشوونما برگ و بار لانے کے لئے غذا اور اس کی سپلائی کی ذمہ داری بھی قبول کرتی ہے یعنی صفت ربوبیت کی حامل ہے۔ "شاخ کی سرسبزی" اچھے مالی اور نگران کا پتہ دیتی ہے۔ اور اگر چمن انسانی کی بات کریں تو والدین سے اچھا نگران یا مالی نہیں ملتا۔ قرآن کریم نے والدین کے لئے

رب کا لفظ استعمال فرمایا ہے ہر حال اولاد ہر رنگ میں ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہی رہے اور ماں باپ اس کو امام المتقین بننے کی دعا سے نواز نے رہیں کیونکہ تربیت اولاد یا خدمت والدین ایک ہی سکہ کے دو حسین پہلو ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا نہیں ہے۔ آپ نے سنا یا پڑھا ہوگا بچہ آدمی کا باپ ہوتا ہے THE CHILD IS FATHER OF MAN آج کا بچہ کل کا باپ ہے۔ والدین یا استاد جو کچھ بھی اولاد یا شاگرد کو آج دیں گے۔ یقیناً وہ آنے والی کل میں اس ادھار کو چکا دے گا آپ برا نہ مانئے تو میں کہوں گا مع بیاج کے چکائے گا۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

جو کچھ مجھے دیا ہے لوٹا رہا ہوں میں

بزرگوں والدین یا استاد کے تجربہ پر آنے والی نسلیں اپنے پروگراموں کی بنیاد رکھتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ جب بچہ باپ بننے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتا ہے اس کے معلم اور متقی والدین کی تربیت کے نتیجہ میں اس کو یہ علم ہو چکا ہوتا ہے کہ اولاد کی تربیت ولادت کے بعد نہیں بلکہ باپ کی پشت میں ہی شروع ہو جاتی ہے لہذا باپ اپنی تربیت کرے اور متقی زوج تلاش کرے تاکہ جب بھی نسل انسانی کی امانت اس کو سونپی جائے تو ولادت سے قبل ہی خشیت الٰہی کے ساتھ لاشعوری طور پر تربیت میں مشغول رہے۔ تربیت کا کام دراصل انتہائی دشوار کاموں میں سے ہے۔ جو بغیر خشیت الٰہی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ بعد ولادت بچہ لاشعوری طور پر بڑا ہوتا جاتا ہے اور سیکھتا جاتا ہے۔ آپ کیا سکھلانا چاہیں گے یہ آپ کے اوپر ہے اس وقت کی لاپرواہی لاشعوری طور پر ہی غلط بنیادوں کا انتخاب کر لیتی ہے لہذا والدین ہر حالت میں غفلت سے ہوشیار

رہیں۔ اور انہیں وہ دیں جو ان سے بڑھا ہے میں خود کیلئے چاہتے ہیں۔

میرا مشورہ ہے تربیت اولاد کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات ایم ٹی اے کے پروگرام دیسرے ایک دوست ایم ٹی اے کو مدرسہ تربیت اولاد کہتے ہیں) تربیتی جلسے اور عاجزانہ دعاؤں سے مدد لیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں اچھی بیوی ملے جو آپ کے بچوں کو صحیح تربیت دے سکے تو اس کے لئے آپ کو خود بھی اچھا ہونا پڑے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

دنیا کو نہ دے طعنہ احساس محبت کا
دنیا تو سنور جائے گی تو خود تو سنور جا

پھر بھی موٹی موٹی چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے دعا ہے اور اس کے بعد حکمت و صبر سے کام لیں کیونکہ قرآن کریم میں بھی آیا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ چونکہ ظاہری نظام کے ساتھ ہی ایک باطنی اور روحانی نظام بھی ہوتا ہے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلعم نے بھی اپنی امت کو انتہائی شفقت سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں تین دعائیں خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں۔

۱۔ مظلوم کی دعا جو اپنے ظلموں سے تنگ آکر خدا کو پکارتا ہے۔

۲۔ دوسرے مسافر کی دعا جو پریشانیوں سے تنگ آکر خدا کے حضور پکارتا ہے۔

۳۔ تیسرے ماں باپ کی دعا جو اپنے بچوں کی بہتری کیلئے تڑپ تڑپ کر دعا کرتے ہیں۔

یقیناً ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں اکسیر کا رنگ رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اچھی ماؤں کیلئے دعا کرتے ہیں "اے ہمارے خالق و مالک خدا اے ہمارے آسمانی آقا اے ہماری کمزور کشتیوں کے طاقتور ناخدا تو ہر احمدی ماں کے دل میں یہ جذبہ پیدا کر دے کہ وہ اپنی اولاد کو تیری ایک مقدس امانت سمجھتے ہوئے اس کی تعلیم و تربیت کو ایسی بنیادوں پر قائم کر دے جو تیری رضا اور اسلام و احمدیت کی ترقی کا موجب ہو اور تو احمدی بچوں کو بھی توفیق عطا فرما کہ وہ اپنی نیک ماؤں کی تربیت کے نقوش کو صالح اور سلیم بچوں کی طرح قبول کریں۔ اللھم آمین۔

تحریک جدید کا سال ۹۶-۱۹۹۵ء اور احباب جماعت کی ذمہ داری

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے بجٹ کا حاصل خالص برائے سال ۹۶-۱۹۹۵ء کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ اس بجٹ کے تحت نیپال، بھوٹان اور سکم میں مبلغین کرام اور دیار التبلیغ کے اخراجات شامل ہیں۔ اسکے علاوہ دوسرے ایسے اخراجات بھی ہیں جو سلسلہ کی ضروریات کیلئے اسی بجٹ سے ہوتے ہیں۔ اب ہمیں نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ اپنی مالی قربانیوں کو پہلے سے آگے بڑھاتے ہوئے سیدنا حضور انور کی توقعات پر پورا اترنا ہے۔ اور اپنے چندہ تحریک جدید میں کم از کم ۳۰ فیصد کا اضافہ کرنا ہے تاکہ تبلیغی و تربیتی کاموں میں مزید وسعت پیدا کی جا سکے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵۰۰۰ سے زائد سعید روحیں ان علاقوں میں احمدیت کی آغوش میں آچکی ہیں۔

ان سب امور کو مد نظر رکھتے ہوئے احباب جماعت سے درد مندانہ اپیل ہے کہ تحریک جدید کے چندہ جات میں غیر معمولی اضافہ فرمائیں تاکہ ہماری پوزیشن دنیا کے ممالک کے مقابل پر مستحکم رہے جن کا ہر سال حضور انور سال نو کے آغاز کے موقعہ پر اعلان فرماتے ہیں۔ امید ہے کہ سلسلہ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے پُرخلوص تعاون پیش فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ قادیان)

گورنر کی طرف سے ایوارڈ

مکرم برادرم عبد الحفیظ صاحب فانی ہیڈ ماسٹر گرلز مڈل اسکول مسجد محلہ بھدرواہ کو "یوم اساتذہ" کے موقع پر بہترین سماجی خدمات کیلئے گورنر جموں و کشمیر کے۔ وی کرشنا راؤ نے ۱۹۹۵ کا ایوارڈ دیا۔ جس میں ۵ ہزار روپے نقد اور ایک شال اور ایک سند شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور مزید خدمات بجالانے کی توفیق دے۔ (خاکسار عبد الرشید ضیاء مبلغ سلسلہ جموں)

محترم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب درویش کا سانحہ ارتحال

محترم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب درویش دس بارہ سال سے دمہ کے مرض میں مبتلا تھے۔ قریب میں تین ہفتے سے ہلکا ہلکا بخار رہتا تھا۔ ۳۱ اگست کی درمیانی رات کو انہوں نے پاس کے مکان سے اپنے بیٹے چوہدری حمید احمد صاحب کو بلوایا کہ میرا وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اذانِ فجر کا وقت قریب تھا عزیز نے ڈاکٹر محمود احمد صاحب ایم۔ڈی ابن محترم مولوی محمد ایوب صاحب بٹ درویش کو قریب کے کوارٹر سے بلوالیا۔ جو اب روزانہ کئی کئی بار آکر حال دیکھتے تھے۔ دیکھا تو سینہ صاف تھا۔ بی۔پی نارمل تھا۔ نبض دمہ کی مخصوص کیفیت کی وجہ سے قدرے تیز تھی۔ انہوں نے اطمینان دلایا۔ اور وقتی بے چینی کا علاج کیا۔ اذان ہونے پر مرحوم نے نماز ادا کی۔ حالت قابلِ فکر ہوگئی وفات کے قریب۔ اسی وقت ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال بھی آگئے اور آکسیجن سلنڈر اور ای سی جی مشین بھی منگوالی۔ ڈاکٹر بٹ صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں۔ دونوں مصنوعی سانس دلانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر ابن محترم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش مرحوم بھی ایمرجنسی بیگ لے آئے۔

محترم ڈاکٹر بٹ صاحب، ان کی اہلیہ محترمہ اور ڈاکٹر طارق احمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر بھی مصنوعی سانس دلانے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر چند منٹ ہی دلانا ہوتا ہے۔ ای۔سی۔جی سے معلوم ہوا کہ ان کی وفات بوقت ایک بجے بعد دوپہر واقع ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کوئی اور بیٹا قادیان میں نہیں تھا۔ چوہدری حمید احمد صاحب کو اور ان کی اہلیہ صاحبہ کو آخری دنوں میں خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ مع بیگم صاحبہ محترمہ کالونی میں تشریف لائے اور بہت دیر تک غمزدہ خاندان کے پاس ٹھہرے اور تدفین وغیرہ کے متعلق ہدایات دیں۔ اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ نور فاطمہ صاحبہ کو لانے کی ہدایت دی جو احمدیہ ہسپتال میں دو دن سے ملیریا اور محرقہ سے شدید بیمار تھیں۔ اور ڈیڑھ گھنٹے تک ان کو اپنے خاوند کی وفات کا علم نہیں دیا گیا تھا۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب نے فیکس کے ذریعہ خدمت درویشاں کو اطلاع بھجوائی تاکہ پاکستان کے عزیزان کو اطلاع پہنچ سکے۔

وفات سے پہلے تیز بارش ہو رہی تھی۔ نماز جنازہ اور تدفین کے وقت کم ہوگئی۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے نماز جنازہ ادا کی۔ احباب بکثرت شامل ہوئے۔ آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی اہلیہ مرحومہ شکور بی بی صاحبہ کی قبر کے پاس جگہ ہونے کی وجہ سے مجلس کارپرداز کی منظوری سے آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اور گھر پر بھی احباب و خواتین بکثرت تعزیت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آپ کے والد محترم چوہدری نور محمد صاحب سفید پوش بمقام حسن پور کلاں تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور کے تھے۔ اور وہیں آپ کی پیدائش ۱۹ دسمبر ۱۹۱۳ء کو ہوئی تھی۔ والد صاحب نے پیدائش کے وقت ہی وقف کرنے کی نیت کرلی۔ والد صاحب ۱۹۲۹ء میں ضلع ملتان میں چک نمبر ۳۶۶ - E.B ڈاکخانہ مخدوم عالی تحصیل لودھراں (حال ضلع) میں آباد ہوگئے۔

محترم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۶ء فوج میں سروس کی۔ آخر پہ آپ نائب صوبیدار تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر یکم ستمبر ۱۹۴۷ء میں قادیان خدمت مرکز کے لئے آئے اور دورِ درویشی شروع ہونے پر یہیں رہے۔

درویشی کی سعادت ملنے کا آپ کا واقعہ بھی بہت خوب ہے۔ آپ اپنی ایک ڈائری میں لکھتے ہیں:-

"اگست ۱۹۴۷ء میں ہمارا اخبار الفضل آنا بند ہوگیا اور مرکز سے بظاہر رابطہ نہ رہا اس سے سخت تشویش ہوئی۔ ۲۴ اگست کو ہم قریباً دوپہر کام سے فارغ ہوکر درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے تھے کہ شیخ منیر احمد صاحب کے بڑے بھائی کو اپنی طرف آتے دیکھا دیکھتے ہی ہم سمجھ گئے کہ مرکز سے کوئی پیغام آیا ہے جب وہ آئے تو یہی بات نکلی کہ مرکز سے نوجوانوں کو بلاوا آیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ میں سے ایک بھائی ۲۸ اگست کو امیر ضلع کے پاس ملتان پہنچ جائے یہ پیغام دے کر وہ واپس چلے گئے۔ بڑے بھائی مستقل بیمار تھے ہم نے اپنی اپنی جگہ خود اپنے آپ کو پیش کیا آخر یہ بات طے پائی کہ قرعہ اندازی سے جس کا نام نکلے وہ چلا جائے چونکہ میں تو اس کے لئے ۱۹۳۴ء سے تیار ہو رہا تھا۔ میری خواہش ایک جنون کی سی کیفیت رکھتی تھی خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ قرعہ ڈالا تو چھوٹے بھائی کا نام نکلا میں نے اس سے اتفاق نہ کرتے ہوئے کہا کہ پھر ایک دفعہ ڈالو بلا کسی اختلاف کے دوسری دفعہ قرعہ ڈالا گیا پھر بھی چھوٹے بھائی کا نام نکلا میں پھر اس سے اتفاق نہ کرتے ہوئے تیسری دفعہ قرعہ ڈالنے کو کہا باقی بھائی بغیر کسی اختلاف کے تیسری دفعہ قرعہ ڈالنے پر راضی ہوگئے۔ تیسری دفعہ بھی اسی چھوٹے بھائی کا نام نکلا اب تین بار ہو چکنے کے بعد میں مایوس ہوکر چپ ہو رہا لیکن دل درد سے بھرا ہوا تھا۔ گھر آکر عصر کے وقت ایک اور ترکیب سوچی کہ چھوٹے بھائی سے اس کا حق مانگ کر قادیان چلا جاؤں چنانچہ میں نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ قرعہ تو تمہارا ہی نکلا ہے بلکہ تین دفعہ نکلا ہے حق تمہارا ہے میرا نہیں ہے ایک بات مانو کہ اپنا حق مجھے دے دو۔ وہ میرے کہنے پر فوراً بولا کہ اچھا ٹھیک ہے حق لے لو چنانچہ میں نے قادیان جانے کی تیاری شروع کردی۔ اور مختلف مشکلات برداشت کرتے ہوئے گاؤں سے چل کر یکم ستمبر ۴۷ء کو قادیان پہنچ گئے"

عرصۂ درویشی میں بفضلہ تعالیٰ آپ کو مرکز میں ذیل کے عہدوں پر خدمت بجا لانے کی توفیق عطا ہوئی۔ افسر لنگر خانہ۔ انچارج دفتر تحریک جدید۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ۔ نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ آڈیٹر۔ محاسب۔ نائب ناظر تعلیم۔ اور آخر میں آپ نائب ناظر اعلیٰ تھے۔ دسمبر ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ ازاں بعد آپ ری امپلائز ہوکر اپریل ۱۹۸۹ء تک خدمت سلسلہ بجا لاتے رہے۔ پھر دمہ کی شدت کی وجہ سے کام سے رکنے پر مجبور ہوئے۔

آپ ہر خدمت محنت اور توجہ سے بجالاتے رہتے اور اپنی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے تھے۔ دیانتدار اور دوست پرور تھے۔

آپ نے چار شادیاں کیں۔ سب سے صاحب اولاد ہوئے۔ بوقت وفات چھ بیٹے۔ سات بیٹیاں۔ آٹھ پوتے۔ تین پوتیاں۔ پانچ نواسے اور تین نواسیاں آپ نے یادگار چھوڑے۔

راقم غالباً ۱۹۴۸ء میں ناظر لنگر خانہ مقرر ہوا۔ آپ میرے معاون تھے۔ اصحاب احمد جلد اول کے مسودہ کا مقابلہ حوالہ جات سے کرنے میں آپ میری مدد کرتے تھے۔ اولین ملاقات میری آپ سے محلہ ناصر آباد میں حضرت میاں شادی خان صاحبؓ (خسر حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ) کے مکان میں ہوئی تھی۔ اطلاع ملی تھی کہ آپ سخت بیمار ہیں اور حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحبؓ امیر مقامی نے خاکسار کو حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا۔ آپ نے بتایا کہ میری اہلیہ اور اکلوتا بیٹا نور احمد ہوشیارپور وطن میں تھے۔ آج تک علم نہیں ہوا کہ وہ ضلع ملتان میں جا پہنچے ہیں یا نہیں۔ اس بات کا بھاری غم تھا اور بخار بھی تھا۔ الحمد للہ بیماری دور ہوگئی اور اطلاع بھی حضرت مولوی صاحب کے ذریعہ آگئی کہ ان کی اہلیہ صاحبہ اور اس وقت کا اکلوتا بچہ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ (باقی ملاحظہ کریں صفحہ [illegible] پر)

تنقید الاتی مع تبصرہ

مسئلہ طلاق اور علماء کی طرف سے جگ ہنسائی

مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں صراحت سے مسئلہ طلاق کو پیش کیا ہے تا خاوند اور بیوی جس پاکیزہ تعلق کو قائم نہ رکھ سکیں تو مرد اپنی بیوی سے رشتہ ازدواجیت کو منقطع کرے لیکن اس مسئلہ کو لے کر علماء نے ایسے ایسے فتوے صادر کئے ہیں کہ غیر مذاہب کے لئے جگ ہنسائی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور آج جب کہ مسلمان اپنے اعمال و کردار سے بدنام ہیں اور دیگر اقوام نے مسلمانوں کو توڑ کر رکھ دیا ہے ہر جگہ مسلمان مقہور ہیں وہاں علماء کی طرف سے اسلامی تعلیمات کو اپنی کم فہمی کے نتیجہ میں اس رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے کہ غیر مسلم اسلام کے نام سے متنفر ہو رہے ہیں ؎

ان بجھے بجھے چراغوں پہ کیا تفسیر کیجئے
اب تو آفتاب بھی ترستے ہیں روشنی کے لئے

اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی تو حقیقی اسلام کی علمبردار ہے جو ساری دنیا میں اسلام کی پیاری اور حقیقی تعلیمات کو اس کے مکمل حسن سے پیش کر کے غیر اقوام کو اسلام کی طرف راغب کر رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی بابرکت قیادت میں صرف ایک سال میں آٹھ لاکھ سے زائد تشنہ روحوں نے اسلام کو قبول کیا ہے اب ملاحظہ فرمائیں بعض علماء کے فتوے! اور پھر قارئین خود فرمائیں کہ کیا اس اسلام کو غیر مذاہب کے علمبردار بطور مذاق ان فتووں کو پیش نہیں کریں گے؟ ان فتووں کو ۳۰ر اگست ۱۹۹۵ء کے روزنامہ آزاد ہند کلکتہ نے پیش کر کے علماء کو غیرت دلائی ہے کہ ایسے فتووں کا کیا جواب اور جواز ہے۔

بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں چند ایک فتوے برائے طلاق پیش ہیں:۔

(۱)۔ ایک شوہر نے اپنی بیوی کو حکم دیا اگر تم گھر میں داخل ہوئیں تو تم کو تین طلاق اور وہ گھر میں داخل ہوئی شوہر نے وضاحت کی کہ دراصل میرا منشاء بیوی کو محض ڈرانا تھا فتویٰ صادر ہوا کہ طلاق ہو گئی۔ (فتویٰ مفتی کفایت اللہ جلد ۶ صفحہ ۲۸)

(۲)۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اپنے باپ کے گھر گئیں تو تم کو طلاق۔ باپ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد وہ گئی علماء کے نزدیک طلاق ہو گئی اور مر جانے کے بعد بھی وہ باپ کا گھر مانا گیا۔ (فتویٰ دیوبند جلد دہم کیس ع [illegible] صفحہ ۶۵)

(۳):۔ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں شراب پیوں تو تم کو طلاق صفحہ ۱۹۱ اگر میں تم کو ماروں تو تم کو طلاق صفحہ ۲۱۰ اگر تم بیمار ہو گئیں تو تم کو طلاق صفحہ ۲۲۴ اگر میں جھوٹ بولوں تو تم کو طلاق صفحہ ۲۳۱ اگر میں ریاح چھوڑوں تو تم کو طلاق صفحہ ۲۳۱ اور یہ سب کام اس نے کئے تو بقول فتویٰ قاضی خان جلد دوم طلاق ہو گئی۔

(۴):۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ اگر تم نے لڑکا پیدا کیا تو تم کو طلاق اور اگر لڑکی پیدا کی تو تم کو طلاق۔ (در المختار ناشر کتاب بھون ۱۹۹۲ء صفحہ ۲۰۱)

(۵):۔ شوہر نے تیسرے شخص سے کہا اگر میں نے تمہارا وہ کام نہ کیا تو میری بیوی پر طلاق اور وہ کام نہ کر سکا بیوی پر طلاق ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۸۲) (منقول روزنامہ آزاد ہند کلکتہ ۳۰ر اگست)

ملاحظہ فرمایا ان علمبرداران دین کے فتوے ہائے افسوس عقلوں

کے ضائع ہو جانے پر!

(۲) ہوس کے پجاری مذہب کے ٹھیکیدار

جامع مسجد کے امام علاؤ الدین قاسمی ایک نئی نویلی دلہن کو بھگا کر لے گئے

بنگلور ۱۹ جولائی (ایف ایس) یہاں ڈائرکٹر جنرل آف پولیس کو پیش کردہ ایک عرضی میں سکلاس پور کے ممتاز شریف نے شکایت کی ہے کہ سکلاس پور جامع مسجد کے امام و خطیب مولوی علاؤ الدین قاسمی نے ان کی شادی شدہ بیٹی یاسمین تاج کا اغوا کر لیا اور یہ کہ یکم اپریل ۱۹۹۵ء کو اس واقعہ کے بعد سے یہ لڑکی اور مولوی صاحب اپنے ایک دوست کے ساتھ لاپتہ ہیں ممتاز شریف کی شکایت کے مطابق یاسمین تاج کا نکاح ۸ر جنوری ۹۵ء کو جے پیس عبد المجیب کے ساتھ ہوا تھا۔ نکاح مولوی علاؤ الدین قاسمی نے پڑھایا تھا۔ شادی کے بعد یاسمین اپنے شوہر کے ساتھ ایک علیحدہ گھر میں رہنے لگی تھی۔ یہاں مولوی علاؤ الدین اکثر جایا کرنے لگے اور اسی بہانہ سے انہوں نے یاسمین کو اپنے محبت آمیز خطوط کے ذریعہ ورغلایا اور پھر یکم اپریل کو اسے لے دوڑ گئے۔ یاسمین کو تلاش کرنے کے بعد ۲ر اپریل کو اس کے شوہر عبد المجیب نے سکلاس پور پولیس سے باقاعدہ شکایت کر دی تھی۔ مگر اب تک تلاش کے باوجود ان دونوں کا پتہ نہیں چل سکا جناب ممتاز شریف نے اپنی شکایت میں بتایا ہے کہ میری چھان بین سے پتہ چلا ہے کہ علاؤ الدین ایک بدکردار انسان ہیں اور بنگلور میں بھی وہ کسی نہ کسی بنا پر بدنام رہے ہیں۔ اس بنا پر انہوں نے اس شبہ کا اظہار کیا ہے کہ اس شخص نے یاسمین کو یا تو قتل کر دیا ہے یا کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ وہ ایک اطلاع ملنے پر بنگلور میں اس کی تلاش میں گئے تھے۔ مگر کوئی سراغ نہیں مل سکا انہوں نے بنگلور کی مساجد کے ائمہ کرام اور ذمہ داروں اور اہم افراد سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ علاؤ الدین کا پتہ لگانے میں مدد کریں گے (روزنامہ سالار بنگلور ۲۰ جولائی)

بدر:۔ یہ مولوی حال ہی میں منگلور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کر چکے ہیں۔

بقیہ صفحہ:۔ خلافت احمدیہ حقہ کے دامن کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہے۔ تہجد گزار دعا گو تھے۔ اس لمبی بیماری میں جب کبھی افاقہ ہوتا تو مسجد ناصر آباد میں حسب طاقت نماز میں شریک ہوتے اور مسجد اقصیٰ میں جمعہ میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے کسی عزیز کے سائیکل پر بیٹھ کر۔ اس لمبی بیماری میں میں نے بھی دیکھا ہے۔ اور ان کے عزیز بھی جانتے ہیں کہ نہایت باقاعدگی سے تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ کتب سلسلہ کا بڑا ذخیرہ بھی آپ رکھتے تھے دینی معلومات خوب تھیں۔

مرحوم کی بلندی درجات اور اہل و عیال و اقارب کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

(غمزدہ:۔ ایک صلاح الدین درویش مؤلف اصحاب احمد قادیان)

دعائے مغفرت

افسوس کے ساتھ تحریر ہے کہ خاکسار کی نانی مکرمہ سردار بیگم صاحبہ مورخہ ۸/۹/۹۵ بروز جمعۃ المبارک ایک لمبا عرصہ علیل رہ کر وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ کی عمر ۷۰ سال تھی مرحومہ مخلص احمدی تھیں نماز، روزہ اور تلاوت قرآن شریف کی پابند تھیں۔ اور بھی بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں پورے بارہ بنکی شہر میں اکیلی احمدی تھیں۔ آپ مکرم مرزا کبیر الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم مرزا فصیح الدین احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔

مرحومہ نے پیچھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں جن میں صرف خاکسار کی والدہ صاحبہ احمدی ہیں۔

قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

(عزیز احمد اسلم مبلغ سلسلہ)

نمایاں کامیابیاں اور درخواست دُعا

(۱) :- مکرم و محترم محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و افسر جلسہ سالانہ نے گورو نانک دیو یونیورسٹی امرتسر سے اُردو میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ الحمد للہ۔
موصوف کے مقالے کا عنوان درج ذیل تھا :-

"جماعت احمدیہ کا اُردو نثر کی ترویج و ترقی کیلئے
۱۸۷۵ء تا ۱۹۲۰ء [illegible] کردار"

اللہ تعالیٰ محترم موصوف کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے اس اعزاز کو بہت بہت مبارک فرمائے۔ آمین
(ادارہ)

(۲) :- برادرم مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب ناصر ابن مکرم چوہدری [illegible] صاحب گجراتی درویش مرحوم کو اُن کے مقالہ بعنوان

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی اُردو ادب
کی خدمت"

پر گورو نانک دیو یونیورسٹی امرتسر کی طرف سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی ہے۔ مذکورہ ڈگری انہیں یونیورسٹی کی ایک تقریب کے موقعہ پر گورنر پنجاب آنریبل پھُمّن نے عنایت کی جبکہ اس تقریب کے مہمان خصوصی چیف جسٹس بھارت مکرم اے ایم احمدی تھے۔
احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب ناصر کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ ترقیات کا اسے پیش خیمہ بنائے۔ آمین (قاری نواب احمد گنگوہی قادیان)

(۳) :- اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینانور کے جناب ڈاکٹر شکیل احمد صاحب ۱۹۹۵ء کے CIVIL SERVICE کے امتحان میں کامیاب ہوگئے ہیں۔
موصوف طالب علمی کے زمانہ سے ہی ہر میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں ملیشیا میں منعقدہ U.N. Youth Congress میں منعقدہ چار ہندوستانی نمائندوں میں آپ ایک تھے۔ ۱۹۸۳ء میں پریذیڈنٹ سکاؤٹ منتخب ہوئے۔ موصوف نے یہ AWARD سابق صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ سے وصول کیا تھا۔
انہوں نے National Inter University Art Festival میں champion ship حاصل کی تھی۔ ۱۹۸۹ء میں دہلی میں منعقدہ National Inter University Debate میں پہلا انعام حاصل کیا۔ اس طرح کے کئی مقابلہ جات میں انہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا تھا۔
انہوں نے ہومیو پیتھی ڈاکٹر کی حیثیت سے پریکٹس کرتے ہوئے I.A.S کے لئے کوشش کی تھی بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس میں کامیابی عطا فرمائی۔ شمالی کیرلہ میں یہ عہدہ لینے والے پہلے مسلمان آپ ہیں۔
اس عہدہ پر مبارکبادی اور عزت افزائی کے لئے صوبائی امارت کی طرف سے مورخہ ۱۳؍ جولائی کو کالیکٹ دیا پاربھون میں محترم کنجامو صاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر کیرلہ کی جماعتوں کے بہت سارے نمائندگان نے شرکت کی۔ صوبائی سیکرٹری تبلیغ مکرم [illegible] کے محمود صاحب کی خوش آمدید کی تقریر کے بعد جماعت اسلامی کے سیکرٹری اف یوتھ [illegible] محمد یٰسین صاحب I.P.S نے تقریر کی۔ اس کے بعد کالیکٹ یونیورسٹی کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف لائبریری اینڈ ریسرچ میشورن نے ڈاکٹر شکیل کے بارے میں اپنے ذاتی تعلقات کا ذکر کرکے اس میدان میں آپ کی انتھک کوششوں اور کاوشوں کا ذکر کرکے انہیں سراہا۔ اس کے بعد محترم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید بیرون، مکرم ڈاکٹر پی منصور احمد صاحب نائب امیر، خاکسار محمد عمر، مکرم پی۔ ایم کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ، مکرم [illegible] بشیر احمد صاحب صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب نے تقریر کی۔ آخر میں ڈاکٹر شکیل احمد صاحب نے مناسب رنگ میں جوابی تقریر کی۔ اس موقعہ پر ٹی پارٹی بھی ہوئی۔
مورخہ ۱۹؍ جولائی کو خاکسار کی زیر صدارت کینانور جماعت کی طرف سے بھی ایک استقبالیہ تقریب کی تھی۔
موصوف ڈاکٹر شکیل احمد صاحب خاکسار کی اہلیہ کا بھانجہ ہے۔ احباب سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو خوش اسلوبی سے اپنے فرض منصبی ادا کرنے اور ملک کی نمایاں خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔
خاکسار۔ محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ

(۴) :- میری پوتی عزیزہ امۃ الاحد سلطانہ آف لندن نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس فرسٹ ڈویژن میں پاس کی ہے اسی طرح ایک پوتا اکرم کامران بشیر الدین آف لندن انجینئرنگ میں کامیاب ہو کر ملازمت شروع کرچکا ہے ہر دو کی کامیابیوں اور نمایاں خدمات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
خاکسارہ۔ طاہرہ بانو بیگم سیکرٹری تبلیغ لجنہ حیدرآباد

تقاریب نکاح و رخصتانہ

(۱) :- مورخہ ۱۶؍ جولائی ۱۹۹۵ء مومن ہائی اسکول راجہ بازار میں عزیزہ سعیدہ بنت عبد اللطیف صاحب کلکتہ کے نکاح کا اعلان مکرم سید تبارک احمد صاحب ایڈووکیٹ ابن مکرم سید افضل حسین صاحب مرحوم خانپور ملکی کے ہمراہ مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے پڑھایا (اعانت بدر ۱۵۱؍ روپے)

(۲) :- رضیہ خاتون بنت مکرم غلام علی صاحب صدر جماعت برلیشہ کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۴؍ جولائی کو عمل میں آئی ان کے نکاح کا اعلان قادیان میں مکرم مولوی سلطان صلاح الدین صاحب ابن مکرم مولوی محمد عبد المطلب صاحب مبلغ درویش مرحوم سے ہو چکا تھا۔ دُعائیہ تقریب منعقد ہوئی تلاوت مکرم مولوی سفیر احمد صاحب شمران اعلیٰ یوپی نے کی نظم مکرم وحید الدین صاحب شمس افسر لنگر خانہ قادیان نے خوش الحانی سے پڑھی اور محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اجتماعی دُعا کروائی۔ (اعانت بدر ۵۰؍ روپے)

(۳) رقیہ خاتون بنت مکرم غلام علی صاحب صدر جماعت برلیشہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیز عمر علی احمد ابن مکرم حضرت علی صاحب صدر جماعت نرار بیٹہ آسام کے ساتھ مبلغ چھ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ (اعانت بدر ۱۰۱؍)

(۴) :- مورخہ ۲۷؍ اگست کو مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ حیدرآباد نے اسرا ہال حیدرآباد میں عزیز لئیق احمد عارف ابن مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف درویش ناظر بیت المال خرچ کے نکاح کا اعلان اکاون ہزار روپے حق مہر پر عزیزہ فرحانہ آمرین بنت مکرم محمد ظفر صاحب دیودرگی کے ساتھ پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰؍)

(۵) :- مکرم عبد المالک صاحب ابن مکرم حضرت محمد یوسف صاحب مرحوم قادیان کا نکاح محترمہ آصفہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم جے الیس عبد الصمد صاحب مرحوم آف شیموگہ کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵؍ ستمبر کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰؍)
قارئین سے ان تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (ادارہ)

خون کے پیاسے جنہوں نے حق کو قبول کر لیا

جماعت احمدیہ ٹاپا جولی (آسام) کی مخالفت میں مئی ۱۹۹۱ء کو ایک عظیم واقعہ رونما ہوا تھا۔ جماعت کے صدر محترم ایم اے رحیم صاحب اور جماعت کے دیگر افراد کے خلاف مولویوں نے کچھ شر پسندوں کے ساتھ مل کر ایک طوفانِ عظیم برپا کر دیا تھا کئی سرکردہ احمدی احباب کو مجبوراً عارضی طور پر اپنے گھر چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا تھا۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ مولویوں کے ایک گروہ نے مقامی لوگوں کو بھی اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ احمدیوں کی مخالفت شدید طور پر کریں اور ان کا بائیکاٹ کریں مولویوں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ شر پسندوں کے ایک ایسے مسلم گروہ کو جو کئی قتل کے کیس میں ملوث تھے یہ کہہ کر اپنا ہمنوا بنا لیا کہ چونکہ تم لوگوں نے بے شمار گناہ کئے ہیں بے گناہوں کو قتل کیا اور لوٹا ہے لہٰذا اگر تم لوگ احمدیوں کو قتل کرو گے تو اللہ تعالیٰ سے تمہیں جنت ملے گی اور سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لہٰذا جنت کی لالچ میں وہ لوگ تیار ہو گئے جس دن ان شر پسندوں اور بد معاشوں کے کیس کا آخری فیصلہ ہونا تھا اس سے ایک دن قبل ہی ان میں سے ایک نے یہ اعلان کیا کہ اگر ہمیں کہیں ڈگری ہو گئی تو ہم سارے احمدیوں کو چن چن کر ماریں گے اور ان کی مسجد کو مسمار کر دیں گے قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ شر پسندوں کے گروہ کے آٹھ افراد میں سے تین افراد محترم صدر صاحب کے اپنے سالے (برادر نسبتی) تھے لیکن مولویوں کے بہکاوے میں آکر اپنے بہنوئی کے بھی قتل کے درپے ہو گئے لیکن قدرتِ الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا دوسرے دن جج نے ان آٹھوں افراد کو ۲۰-۲۰ سال قید با مشقت اور ۱۰-۱۰ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی کچھ دنوں کے بعد جیل میں اس اعلان کرنے والے شخص کی موت واقع ہو گئی اور باقی ساتوں افراد قید و بند کی زندگی گزار رہے ہیں۔

رشتے کی مناسبت اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکرم صدر جماعت اور دیگر افرادِ جماعت ان سے ملتے رہے اور خبر گیری کرتے رہے۔ مولویوں نے کبھی بھول کر بھی ان کی خبر نہ لی اس بات کا خاص طور پر ان کے دلوں پر اثر پڑا ڈیڑھ ماہ قبل ہی جب خاکسار کی اس علاقے میں تقرری ہوئی تو میں نے مکرم صدر صاحب اور مقامی معلم صاحب کے ہمراہ جیل میں جا کر ان کی خبر گیری کی اور ساتھ میں ان کو تبلیغ بھی کی خاکسار سے قبل مکرم صدر صاحب سے اور خاکسار سے بھی برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم سبھی آپ لوگوں سے معافی چاہتے ہیں کہ ہم نے مولویوں کے بہکاوے میں آکر آپ لوگوں کو گالیاں دیں اور قتل کرنے اور مسجد منہدم کرنے کا پروگرام بنایا آپ ہمیں معاف کر دیں مولوی جھوٹ بولتے تھے کہ احمدیوں کو قتل کرنے سے جنت ملتی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں جنت کی بجائے جہنم میں داخل کر دیا ہے آپ ہمارے لئے دعا کریں بعد میں اس کا اظہار کئی ملاقاتوں میں انہوں نے کیا اور ہم برابر ان کو تبلیغ کرتے رہے اور ۱۴ر جون ۱۹۹۵ء کو انہوں نے بیعت کر لی۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ان لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی جو جماعت کو مٹا دینے کے درپے تھے۔ بیعت کے بعد انہوں نے درخواست دی کہ حضور انور اور تمام دنیا کے احمدیوں کو یہ کہہ دیں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قید سے رہائی نصیب کرے۔ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی ہے لہٰذا جس طرح احمدیوں کی دعاؤں کی بدولت ہمیں جیل کا عذاب نصیب ہوا اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ احمدیوں کی دعاؤں سے ہمیں رہائی بھی نصیب ہو گی محترم مشرف علی صاحب امیر بنگال و آسام اور محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ نے آسام کے دورے کے دوران ان سے

ملاقات کی صبر اور تقویٰ پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور ثبات قدمی عطا فرمائے آمین

خاکسار:۔ سید طفیل احمد شہباز مبلغ سرکل انچارج آسام

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

رڑکی سے مکرم شمیم احمد صاحب کا خط ذیل میں ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں :۔

"پاکستانی پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ منظور وٹو کے والد صاحب احمدی تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو وزیرِ اعلیٰ نے دنیا کے خوف سے" جھوٹی عزت اور کرسی کے لالچ میں اپنے والد کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کی شرم! شرم!! شرم!!!

حضور انور نے ان کی نمازِ جنازہ غائب ادا فرمائی ہے اور ان کے اخلاص اور پختگیٔ ایمان کی تعریف بھی فرمائی ہے۔

اب سنا ہے کہ ۵ر ستمبر کو مسٹر منظور وٹو کو صدرِ پاکستان نے بے ایمانی، بھرشٹاچار، کنبہ پروری اور کروڑوں روپے کے گول مال کرنے کے الزام میں عہدہ سے برطرف کر دیا ہے۔ جن لوگوں کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے اپنے والد کے جنازہ میں شرکت نہیں کی آج وہی ان کو پاکستان ٹی وی پر ذلیل و خوار کر رہے ہیں۔

صبحِ موعودہ بعد شاں وقتِ شام آنے کو ہے

سوئے خاکِ فرش گردوں سے سلام آنے کو ہے
جلوۂ حسنِ ازل بالائے بام آنے کو ہے

بزمِ امکاں میں ہے پھر سرگرمیٔ ورد و سجود
بارِ یزداں! بر زباں یہ کس کا نام آنے کو ہے

مژدہ اے بادہ گساراں! مژدہ اے تشنہ لباں
بعد اک مدت کے پھر گردش میں جام آنے کو ہے

ہو رہے ہیں جلوہ ہائے صبحِ صادق ضوفشاں
مرحبا! شامِ الم کا اختتام آنے کو ہے

منتظر ہے آسماں پھر سے اذنِ استجاب
منتِ اشک و دعائے سوز کام آنے کو ہے

آفتابِ دینِ حق ہوتا ہے مغرب سے طلوع
صبحِ موعودہ بعد شاں وقتِ شام آنے کو ہے

غلغلہ بردار ہو جائے گا ہر مستِ خرام
سست رفتار حذر! وہ تیز گام آنے کو ہے

چرخِ نیلی فام پھر کرتا ہے اشکوں سے وضو
ماہِ نو اوجِ فلک پہ بے نیام آنے کو ہے

کہہ رہی ہے اب تو ساحر کوئے جاناں کی نسیم
اس فقیرِ راہ نشیں کو بھی پیام آنے کو ہے

(ایچ۔ آر۔ ساحر امریکہ)

درخواست دعا:۔ خاکسار کا ء.ء.ء.م کا امتحان ۲۳ر ستمبر کو جموں میں ہوگا۔ احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ مولا کریم محض اپنے فضل سے کامیابی عطا فرمائے۔

خاکسار:۔ گوہر حفیظ ثانی قائد مجلس بھدرواہ (کشمیر)

بقیہ اختتامی خطاب حضور انور صلا

کے ساتھ قتل کے ایک مقدمہ میں ملوث ہوا اور وہ چار بھائی اس وقت جیل میں گئے اور ان میں سے ایک بھائی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

● مکرم مدثر احمد صاحب گوندل بھڈال ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ ہمارے گاؤں ..... میں ایک شخص ... حضرت اقدس علیہ السلام کے بارہ میں بدکلامی کرتا تھا اور بہت بڑا مخالف دین تھا۔ ایک دن اس شخص کو بخار ہو گیا اور وہ ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ٹیکا لگوایا اور دوائی لی اور اس کے تھوڑے وقت کے بعد اس کا سارا جسم پھول گیا اور کالا سیاہ ہو گیا اور اسی حالت میں وہ دنیا ئے فانی سے رخصت ہوا۔

حضور نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

آج میں نے اس غرض سے اس مضمون کو چنا ہے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ ایک بڑی پکڑ قریب آرہی ہے اور اس کی کچھ وجوہات ہیں میں کسی بات پر بات کر رہا ہوں اس وجہ سے میں تنبیہ کی خاطر، اس لئے نہیں کہ ان باتوں پر ہم خوش ہوں نعوذ باللہ من ذالک۔ ہمیں تو دشمن کی موت سے بھی تکلیف پہنچتی ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر کمینوں کی طرح ہم فخر کرنے والے لوگ ہرگز نہیں ہیں۔ مگر عبرت کا نشان جو لوگ بنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس یہ امانت ہے اور خدا کی تائید کے نشانات کے طور پر بھاری دل کے ساتھ بھی ہمیں ضرور پیش کرنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جن میں کچھ بھی شرافت کا شائبہ باقی ہے ان کو عقل عطا فرمائے۔ اور ہماری قوم کو عذاب الیم سے بچا لے۔

● مولوی محمد رمضان علوی صاحب کے مرنے پر روزنامہ جنگ راولپنڈی اپنی اشاعت ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء میں لکھتا ہے کہ وہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری ان کو بچوں کی طرح چاہتے تھے۔ مرزائیت کی سرگرمیوں کے محاسبہ کے لئے قائم کی جانے والی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر تھے پنڈی میں سرگرم عمل تھے ۱۹۶۹ء میں مشہور مرزائی راہنما مرزا ایم۔ ایم احمد پر قاتلانہ حملہ کرنے والے اسلم قریشی اور اسلام آباد میں بعض مساجد کے پلاٹوں پر قادیانی حضرات سے مقدمہ کی ذمہ داری آپ پر تھی ۱۷ر جنوری کو قاضی اسرار الحق سے ملنے کے لئے گئے تاکہ ضلع اٹک میں ایک قادیانی خاتون کی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کے ضمن میں پیدا ہونے والی صورت حال پر مشورہ ہو سکے۔ لیکن مری روڈ کراس کرتے ہوئے ایک گاڑی کی زد میں آگئے اور ایسا کچلے گئے کہ ہسپتال میں دم توڑ دیا۔

کوٹلی۔ آزاد کشمیر

● حضور نے منشی علیم الدین صاحب مرحوم کوٹلی آزاد کشمیر کے واقعہ کا ذکر فرمایا جنہیں ایک درندہ صفت انسان نے ۱۳ر اگست ۱۹۷۹ء کو قتل کر دیا تھا اس کا احمدیوں کو بہت دکھ تھا اور قاتل آزاد پھرتا تھا حضور نے فرمایا کہ میں نے انہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں تو کچھ بھی جلدی نہیں کسی کو یہاں سزا نہ دے تو وہاں سزا دیدے گا۔ آپ کو گھبراہٹ کس بات کی ہے مگر آپ اطمینان رکھیں۔ اللہ اس کو پکڑے گا ضرور وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ۳ر مارچ ۱۹۸۷ء کو رات کافی مقدار میں خواب آور گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔

شاہ کوٹ

● محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ:۔

محمد شریف کونسلر شاہ کوٹ کا ایک بیٹا اکثر آوازے کسا کرتا تھا اور مجھے دیکھ کر اکثر لعنت لعنت کہتا اور کبھی دوسرے برے الفاظ سے ہوٹنگ کرتا۔ میں نے اس کے والد محمد شریف کو توجہ دلائی کہ اپنے بیٹے کو منع کرو اور اسے اخلاق سکھاؤ لیکن اس نے کوئی دلچسپی نہ لی اور لڑکے نے بد اخلاقی کا رویہ مسلسل جاری رکھا۔ جس پر خدا نے اسے عبرت کا نمونہ بنایا۔

اس لڑکے نے اپنی جیب میں فاسفورس ڈالا ہوا تھا۔ اچانک آگ لگ گئی اور اس کی بغل سے لے کر ٹانگ تک ایک سائیڈ جل گئی۔

دوسری طرف محمد شریف کا چھوٹا بیٹا کسی سے لڑا۔ اس نے برف والے سوئے سے وار کر کے اسے موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔

حضور نے فرمایا خدا کی پکڑ آتی ہے لیکن خدا کی پکڑ مانگنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ نامناسب ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جماعت احمدیہ رحمت مانگنے کی بجائے عذاب مانگے سوائے ان چند علماء کے خلاف بددعا کرنا جن کے متعلق میں نے گذشتہ سال آپ کو سمجھایا تھا کہ یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات ہوئے اور بعض بددعاؤں کی اجازت دی گئی۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ اے خدا ان شریروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور انہیں پارہ پارہ کر دے اور پھر یہ الہام بھی ہے کہ خدا نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پارہ پارہ کر دیا۔ پس میں نے کہا کہ اگر پاکستان سے اور عوام الناس مسلمانوں سے ہمدردی ہے تو اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان بدبختوں کے لئے دعا کریں جو ساری قوم کی ہلاکت کا موجب بنے ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دعا کی قبولیت کے آثار دن بدن تیزی کے ساتھ ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسی لئے آج میں نے یہ مضمون چنا ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ غضب کے نشان کم سے کم ظاہر کرے اور رحمت کے نشان جن سے قوم بچائی جائے اور بکثرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہو وہ زیادہ دکھائے یہاں تک کہ بالآخر پاکستان پر احمدیت کا وہ غلبہ نصیب ہو جو دائمی ہو اور پاکستان

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN: LEATHER BELTS, LEATHER LADIES - AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS ETC.

19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

PHONE: 543105

Star CHAPPALS

WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY,
KANPUR-1 PIN-208001

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PHONE: 26-3287

PRIME AUTO PARTS.

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48, PRINCEP STREET

CALCUTTA - 700072

سے کے ذریعہ دنیا بھر میں احمدیت کو روکنے کی کوششیں کیں بجائے تمام دنیا میں احمدیت کی مخالفت کے سامان پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ یہ تمنا یہ دعا، یہ نیت ہے جس کی وجہ سے میں آپ کو سمجھا سمجھا کر یہ عبرت کے نشان بتا رہا ہوں۔

ننگر پارکر

حضور نے فرمایا ہمارے ایک معلم مکرم صالح محمد صاحب (ننگر پارکر) کہتے ہیں کہ اُن سے جو تر سنٹر میں ایک آدمی مجھے ملنے آیا۔ اس کا بھائی بیمار تھا بس میں چونکہ دیر تھی اس لئے مجھے دعوت دی کہ آؤ ایک ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔ ہوٹل والا بڑا معاند تھا۔ اس نے کہا خبردار جو اس پلید مرزائی کو میرے ہوٹل میں آنے دیا اور ساتھ ہی بدزبانی شروع کر دی اور ایک معلم پر نہایت گندہ الزام لگایا اس پر معلم نے جوش میں آ کر کہا کہ شاہ صاحب اگر آپ سچے ہیں تو اور وہ معلم واقعی گندہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے جلد کوئی نشان دکھانے اور اگر وہ ٹھیک ہے اور آپ جھوٹے ہیں تو اللہ کرے کہ پندرہ دن کے اندر اندر آپ مر جائیں۔ حضور نے فرمایا یہ کوئی ایسی دعا تو نہیں جس کے پیچھے الہام کی تائید ہو جیسے ضرور پورا ہونا ہو۔ مگر وہ خاک کی دنیا ہے جہاں ریت اڑتی، خاک اڑتی ہے اور یہ معلم بھی وہ تو یہ خاک آلودہ سروں والے لوگ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی بسا اوقات ایسے مسکینوں اور عاجزوں کے حق میں پوری ہوتی ہے کہ خدا کی قسم ایسے لوگ ہیں جو خاک آلودہ پاؤں والے ہیں۔ ان کے پراگندہ بال اور پراگندہ حال ہیں مگر جب وہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوگا تو خدا ایسا ضرور دکھاتا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ شاہ فوت ہو گیا ہے۔ چونکہ وہ شخص ہم سے دور رہتا تھا پتہ کرانے پر معلوم ہوا کہ وہ واقعی پندرہ دن کے اندر مر گیا ہے۔

کراچی

کراچی سے حافظ عبد الصبور صاحب جو نو احمدی ہیں لکھتے ہیں کہ احمدی ہونے کی وجہ سے والد صاحب کی طرف سے شدید مخالفت ہے ایک دن والد صاحب سے ملنے گھر گیا تو انہوں نے مجھ سے میری سگی بہنوں کو پردہ کرایا اور مجھے گھر سے دھکے دے کر نکال دیا۔ یہاں تک ہی بس نہیں کی بلکہ کچھ لوگوں کو تیار کر کے انہیں یہ کہہ دیا کہ شام تک یہ یہاں شہر میں نظر آئے تو اس کے چار ٹکڑے کر دو۔ اسی روز شام والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بہت گندی زبان استعمال کرتے ہوئے رات کو سوئے۔ جب اٹھے تو لقوہ سے منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اور ایک طرف جبڑا اتنے زور سے ایک طرف ہو گیا تھا کہ وہ چہرہ ایک عبرت کا نشان بن گیا۔ کوئی زبان سے لفظ نہیں نکل سکتا تھا۔ ہمیشہ کے لئے وہ منہ بے کار ہو گیا۔

حضور نے فرمایا اب یہ بیٹا باپ کے متعلق گواہی دے رہا ہے۔

رحیم یار خان

سکینہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ: رحیم یار خان میں ایک مخالف مولوی تھا جو حضور کے خاندان کو گالیاں دیتا تھا۔ ایک دفعہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں سجدے میں گر کر رو رو کر دعائیں مانگنے لگی کہ اے اللہ اس کی آواز چھین لے۔ اور دوسرے دن اس پر خناق کا حملہ ہوا اور اس کا گلا بند ہو گیا اور پھر اس بند گلے کی حالت میں ہی وہ خناق جان لیوا ثابت ہوا۔"

کشمیر

شمس الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ ترکہ پورہ کشمیر اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ "ہمارے علاقے کے غیر احمدی ملاؤں نے منظم ہو کر اور ایک خاص منصوبہ کے ساتھ ہماری جماعت کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ جماعت جو [illegible] افراد پر مشتمل ہے اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں اور نیست و نابود کر دیں۔

مختلف علاقوں سے غیر احمدی علماء نے اس گاؤں آ کر لوگوں کو اس رنگ میں ابھارا کہ احمدیوں پر مصیبت کے پہاڑ توڑ دو۔ ان کا قطع تعلق کر دو۔ ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کرو۔ ہمارے کھیتوں میں کسی کو کام نہ کرنے دو، چشمے سے پانی نہ پینے دو۔ بہت کوشش کے بعد صرف دو گھنٹوں کے لئے پانی پینے کی اجازت دی گئی۔ دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بہت ہی دردناک حالات میں انہوں نے اور ان کے بچوں نے سسکتے ہوئے وقت گزارا لیکن وہ بدزبانیوں اور بیہودہ حرکات سے باز نہیں آئے۔ پھر ہمارے دکانوں اور مکانوں پر پتھراؤ کا منصوبہ بنایا گیا۔ مویشیوں کو چراگاہ میں گھاس کھانے سے روک دیا گیا۔ دکانوں اور بازاروں سے سودا سلف خریدنے کی اجازت نہیں دی۔ حجامت کرانے سے حجام کو منع کر دیا گیا مگر ہم نے عہد کیا کہ سب کے سب کٹ کر جان دے دیں گے مگر احمدیت کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

کہتے ہیں چنانچہ جب وہ پتھراؤ شروع کر دیتے تو ہم اور ہمارے بچے قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے اور رو رو کر اپنے خدا سے نصرت طلب کرتے۔ دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد خدا کی تقدیر نے اپنا رنگ دکھایا اور

•۔ ان مولویوں میں سے ایک مقامی مولوی جو بار بار اعلان کرتا تھا (نعوذ باللہ) مرزا صاحب ایک آنکھ سے کانے تھے۔ وہ اچانک اپنی آنکھ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے بندوق چلائی۔ دیوار پر اس کے چھرے لگنے سے ایک پتھر کا ٹکڑا اڑ کر سیدھا اس کی دائیں آنکھ میں لگا اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھ کھو بیٹھا۔

•۔ ایک دوسرا شخص جو اس مولوی کی حمایت میں زیادہ پیش پیش تھا اس پر خدا کا غضب اس طرح نازل ہوا کہ اس کی بیوی کھلے بندوں زنا کے جرم میں پکڑی گئی اور نہایت ظالمانہ طریق پر اس کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

•۔ ایک تیسرا شخص جو مقامی امام کے ساتھ مل کر جماعت کو پتھراؤ کیا کرتا تھا وہ خود زنا بالجبر کے حکم قتل میں پکڑا گیا اور اس کے گلے میں یہ بورڈ لٹکایا گیا جس پر لکھا تھا "زنا بالجبر کا مرتکب" اور ایک بچے پیچھے پیچھے ڈھول بجاتے ہوئے تمسخرانہ ہوتے۔ اس طرح اس کو شہر سے رخصت کیا گیا۔

•۔ امام مسجد کے دوسرے بھائی کی جوان سال بیوی اچانک موت کا شکار ہوئی اس طرح اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔

•۔ ایک اور معاند احمدیت کا بیٹا کسی جرم میں جیل چلا گیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ایک ایک کو پکڑا!

(باقی آئندہ)

TRANS WORLD TRAVELS قادیان میں پہلا اور واحد
COURRIER SERVICE OFFICE

•۔ ہندوستان میں کسی شہر کیلئے ریلوے ریزرویشن •۔ قادیان سے دہلی کیلئے ڈیلکس بس کی بکنگ •۔ ہوائی جہاز کی ریزرویشن اور ٹکٹ کی بکنگ
•۔ ہندوستان اور بیرون ممالک کیلئے کوریئر، پراشوٹ، کار اور ٹیکسی کی بکنگ
•۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں سپیشل انتظامات۔ بسوں اور دیگر گاڑیوں کی ریزرویشن
•۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

LAEEQ AHMAD ARIF TRANS WORLD TRAVELS, 4- RETI CHHALA BEHIND P.N.B QADIAN - 143516 PUNJAB
PHONE: 0091-1872-20508 (OFFICE)
0091-1872-20442 (RES)